تحفۂ صوفیہ

معروف بہ

فرق بین شیعہ و صوفیہ

مؤلف : نعمت علی سدھو قمی

سلطان الافاضل (ایم۔ اے)

©

مکتبۃ الثقلین

کوٹھی نمبر ۲۱ گلی نمبر ۱۰ ڈبلیو بلاک مدینہ ٹاؤن فیصل آباد

(جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا علی مدد

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون

حق کو باطل کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو اور نہ ہی دیدہ دانستہ حق کو چھپانے کی کوشش کرو (البقرہ:۴۲)

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا ظَہَرَتِ الْبِدَعُ فِیْ اُمَّتِیْ فَلْیُظْہِرِ الْعَالِمُ عِلْمَہٗ فَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ

رسولِ خدا نے فرمایا جب بدعت میری اُمت میں ظاہر ہو تو عالمِ دین کو چاہیے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور جو ایسا نہیں کرے گا اُس پر اللہ کی لعنت۔ (الشافی ترجمہ اصول کافی ج ۱ ص ۵۸)

حُسینیوں کی زندگی عقیدہ و جہاد ہے

علیؑ کا طرزِ زندگی مُنافقت کی موت ہے

بدل اشتراک بارہ روپے (-/12) صرف

نمبر شمار	فہرست عنوان	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	
۲	تقاریظ علماء کرام	۵
۳	مقدمہ سرکار آیت اللہ العظمیٰ محمد حسین نجفی دام ظلہ العالی	۱۲
۴	صوفیہ کی وجہ تسمیہ	۱۷
۵	صوفیہ معصومین علیہم السلام کی نظر میں	۱۷
۶	عقائد صوفیہ	۲۲
۷	معاد جسمانی کا انکار	۳۴
۸	وحدۃ الوجود	۳۶
۹	عقائد ابن عربی	۳۶
۱۰	اللہ تعالیٰ کا قدم جہنم میں	۳۸
۱۱	جبریہ عقیدہ	۳۸
۱۲	حلول واتحاد و وحدت الوجود کا رد	۴۲
۱۳	فرعون مومن ہے	۴۴
۱۴	فرشتے انسانوں سے افضل ہیں	۴۵
۱۵	شیعہ خنزیر ہیں	۴۶
۱۶	متوکل عباسی خلیفۃ اللہ	۴۷
۱۷	محی الدین ابن عربی کے متعلق علماء السلام کی آراء	۴۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۸	وحدت الوجود کے متعلق صوفیہ کے خیلات	۵۱
۱۹	غنا اور موسیقی	۵۷
۲۰	غنا اور موسیقی احادیث کی روشنی میں	۵۷
۲۱	صوفیہ علماء السلام کی نظر میں	۶۰

جناب حجتہ الاسلام علامہ محمد نواز رانا مدظلہ فاضل قم و وائس پرنسپل جامعۃ المعصومین و خطیب سدھو پورہ فیصل آباد۔

بسمہ تعالیٰ

زیر نظر کتابچہ (تحفہ صوفیہ) مولانا نعمت علی صاحب نے بطور تقریظ پیش کیا تو اسکے کئی استدلات دیکھنے سے معلوم ہوا کہ جو عرفان کی بارش رسالہ المجلس میں کی گئی ہے۔ وہ نہایت ہی لغو اور بے سود ہے اور مولانا موصوف کا رسالہ اس کی رد میں نہایت عمدہ اور شاندار حثیت رکھتا ہے چونکہ انہوں نے احادیث اور علماء حقہ کے فتاویٰ کی روشنی میں استدلال کیا ہے۔ اور بزرگ علماء نے جب حلاج۔ ابن عربی اور ملاصدرا کے عقائد کو فاسد اور غلط قرار دیا ہے تو ہمیں بھی معصومینؑ کے فرامین اور علماء بزرگان کے فتاویٰ سے منحرف نہیں ہونا چاہیے لہذا رسالہ المجلس میں عرفان کی جو تعریف کی گئی ہے۔ اس کے پڑھنے والے اور لکھنے والے نظر ثانی فرمائیں اور اس قسم کے عقائد بلا تحقیق شائع نہیں کرنے چاہیئیں۔ المختصر رسالہ تحفہ صوفیہ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ اور قارئین حضرات کو مولف موصوف کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے چونکہ انہوں نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

خداوند متعال مولف کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور آئیندہ بھی حق گوئی اور باطل کشی کی توفیق عطا فرمائے بحق محمد والہ المعصومین

محمد نواز رانا

۹۰-۲-۲۶

جناب حجتہ الاسلام آقائے علامہ سخاوت حسین سندرالوی فاضل قم

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین واللعنۃ علی اعدائہم اجمعین۔

اما بعد۔ دور حاضر میں حق کو چھپانے اور حق و باطل کے امتیاز کو مٹانے والے بدعتی اور نام نہاد مذہبی راہنماؤں نے عقاید کی ایسے دھجیاں اڑائی ہیں کہ موجودہ نسل اپنی منزل کا نشان گم ہوتے دیکھ رہی ہے۔ اسلام حقیقی یعنی مذہب شیعہ اثنا عشریہ خیرالبریہ کے خلاف دنیائے شرق و غرب نے سب سے بڑی سازش یہ کی کہ اس میں باطل نظریات کو داخل کر کے حق کا لبادہ پہنا دیا تاکہ مذہب محمد و آل محمدؐ بدنام ہو کر رہ جائے۔ استعمار کبھی شیخیت کے روپ میں اہل تشیع کو بدنام کرنے لگا تو کبھی صوفیت کے باطل نظریات کو لیکر دیار بدیار پھرا۔ کبھی نجدیت کے لبادے میں عربستان کے ریگستانوں کے عیاش حکمرانوں نے اپنے عیاشی کو چھپانے کیلئے دشمنی اہل بیت و عصمت و طہارت کو اختیار کر کے نام نہاد موحد بننے کا شوشہ چھوڑا۔ غرض جو ظلم عقائد شیعہ کے ساتھ روا رکھا گیا اسکی کہیں اور مثال ملنا ناممکن ہے۔ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے برادر محترم فاضل نوجوان محافظ عقائد مذہب اہل بیتؑ حجتہ الاسلام آقائے مولانا نعمت علی سدھو صاحب قبلہ فاضل قم کو ہدیہ تبریک و تشکر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جنہوں نے دور حاضر کی شہرہ آفاق کتاب تحفہ شیخیہ کے ذریعے شیخ احمد احسائی جیسے دشمن اسلام کے پیروکاروں کی کاوشوں کی دھجیاں اڑائیں اور اب تحفہ صوفیہ کی تالیف کے بعد خود کو اناالحق کہنے والوں۔ خدا سے کشتی لڑنے والوں اور کبھی کبھی خدا بننے والے زندیقوں کی ارواح کو لرزا کے رکھ دیا ہے۔

یہ مرد مجاہد قابل صد تحسین و داد ہیں جنہوں نے گئے گزرے زمانے میں اپنی دکانداری چمکانے والے نام نہاد مذہبی اسکالروں کے راستے کو چھوڑ کر کربلا والوں کا راستہ اختیار کیا ہے یعنی جان جائے تو جائے مذہب محمدؐ پر آنچ نہ آئے۔ قبلہ مولانا صاحب نے تحفظ عقائد مذہب اہل بیت کا عزم معصوم حضرت امام رضا علیہ السلام کے روضہ مقدس پر کھڑے ہو کر کیا تھا اور ارادہ جدید رکھتے ہیں کہ جب بادیگر دربار امامؑ میں شرفیاب ہوں تو تحفہ شیخیہ۔ تحفہ صوفیہ کے ساتھ ساتھ تحفہ نجدیہ کو پہلو میں رکھے ہوئے ہوں تاکہ آنسوؤں تاجدار

ولایت کی دعا کے مستحق قرار پائیں۔ میں نے تحفہ صوفیہ کا مطالعہ کیا ہے برادر محترم حجتہ الاسلام والمسلمین علامہ استاد محقق راجہ محمد مظہر علی خان سابق استاد حوزہ علمیہ قم بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔ اس کتاب میں قبلہ مولف نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ ہم دعا گو ہیں کہ خدا انہیں مقاصد عالیہ میں کامیاب فرمائے اور خدا رسول واہل بیت علیہم السلام ان سے راضی ہوں۔

بندہ گنہ گار
سخاوت حسین سندرالوی

جناب حجتہ الاسلام استاذ المکرم علامہ محمد حسین مدظلہ پرنسپل جامعتہ المعصومین سدھو پورہ فیصل آباد۔

باسمہ سبحانہ۔

زیر نظر کتابچہ "تحفہ صوفیہ" مولوی نعمت علی صاحب نے برائے تقریظ پیش کیا۔ فرصت نہ ہونے کی وجہ سے میں نے اس کے بعض مقامات کا مطالعہ کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ مولف ممدوح نے کوئی بات بلا سند پیش نہیں کی بلکہ ہر بات کے ساتھ اس کا ماخذ مع حوالہ صفحہ و سطر تحریر کیا ہے۔ لہذا متلاشیان حق اور ذوق تحقیق رکھنے والوں کے لیے یہ رسالہ انشاء اللہ انتہائی مفید و معاون ثابت ہو گا۔ آخر میں دعا ہے خداوند متعال مولف ممدوح کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ بحق محمد و آل المعصومین علیہم السلام

محمد حسین
۲۶-۲-۹۰

جناب حجتہ الاسلام سرکار علامہ ملک العلماء ملک اعجاز حسین نجفی مرکزی صدر وفاق علماء شیعہ پاکستان و پرنسپل دارالعلوم الجعفریہ خوشاب

بسمہ تعالٰی۔ عزیز محترم مولانا نعمت علی سدھو صاحب نے رد صوفیت کا بھاری بھرکم بوجھ اٹھا کر جرأت مندی اور درد دین کا ثبوت دیا ہے۔ تصوف کے نظریات باطلہ کا آغاز دشمنان اہل بیت میں ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے زمانہ میں ہی ہو چکا تھا۔ جن کے باطل اور خلاف اسلام ہونے کی تصریح اقوال ائمہ ھدیٰ میں موجود ہے۔ ہمیشہ سے فقہاء شیعہ خیر البریہ ان نظریات کی رد کرتے رہے ہیں۔ اور ان نظریات کو خلاف اسلام قرار دیتے آئے ہیں۔ ان عقائد ضالہ کی بنیاد فلسفہ یونان کے بعض خلاف اسلام قوائد پر رکھی گئی ہے۔ اسی لئے فقہاء شیعہ ایسے دروس میں شرکت کو حرام قرار دیتے آئے ہیں۔ چونکہ انہیں شرکت سے ضلالت اور گمراہی کا خطرہ ہوتا ہے۔ ہم نے خود نجف اشرف میں تحصیل کے زمانہ میں دیکھا کہ فلسفہ یونان پڑھانے والوں کو علماء شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان کے ایمان و اسلام کے بارے مطمئن نہیں نظر آتے تھے۔

تعجب ہے کہ آج تشیع کی طرف منسوب بعض لوگ تصوف کے پرچار پر لگے ہوئے ہیں۔ اور ان دشمنان اسلام کی صفائی پیش کرنے کا بیڑا اٹھالیا ہے۔ جن کے دشمن اہلبیتؑ ہونے میں کسی شک اور شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ بعض کتب میں یہ التجا کی گئی ہے۔ کہ ان لوگوں یعنی صوفیاء کو برا بھلا نہ کہا جائے۔ یہ اچھے لوگ تھے۔ جس سے یہ یقین ہوتا ہے کہ یہ التجا کرنے والے ان دشمنان اہلبیتؑ سے سخت عقیدت اور محبت رکھتے ہیں۔ "اعاذنا اللہ منہ" خداوند عالم شیعہ قوم کو ان عقائد ضالہ سے محفوظ رکھے اور تحفہ صوفیہ کے مولف مولانا نعمت علی صاحب سدھو کو اجر جمیل عطا فرمائے۔

اعجاز حسین

۲۳-۵-۹۰

جناب مستطاب سرکار استاذ العلماء شیخ الجامعہ علامہ اختر عباس مدظلہ العالی
پرنسپل کلیۃ القضا جامع المنتظر لاہور۔

بسمہ تعالیٰ

عزیزی المحترم جناب نعمت علی سدھو نے مجھے
اپنی کتاب تحفہ صوفیہ اس غرض سے دی کہ میں اس پر اپنی تقریظ لکھوں۔ میں نے اس
کتابچہ کو اول سے آخر تک پڑھا۔ موصوف نے اس موضوع پر اپنی علمی بساط کے مطابق
خوب محنت کی اور بہت اچھا مواد اکٹھا کر کے یکجا کر دیا تاکہ ناظرین اس کا مطالعہ کر کے اندازہ
لگا سکیں کہ شیعیت کا کسی ایک نقطہ کے لحاظ سے بھی صوفیت سے تعلق نہیں رہا۔ اور نہ
ہی ہو سکتا ہے۔ بلکہ شیعیت اور صوفیت دو علیحدہ علیحدہ مسلک ہیں جن کا اجتماع کسی
مرحلہ پر بھی نہیں ہو سکتا۔ مسلک صوفیت پر ہمارے علماء نے بہت کچھ لکھا ہے جو اس
کتاب کے مطالعہ سے بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ لیکن اصل بات جو بتلانے کی ہے وہ یہ ہے کہ
موصوف کو اس کتاب کے لکھنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔
میں اپنی تقریظ میں اسے بطور اجمال واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں یہ تو معلوم ہے کہ
شاہان صفوی کا اقتدار ہی اسی مسلک کی بناء پر مملکت ایران میں ظہور پزیر ہوا اور یہ بھی
معلوم ہے کہ اکثر لوگ بادشاہوں کے دین پر ہوا کرتے ہیں اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس فاسد عقیدہ
کا اثر مملکت ایران میں بہت زیادہ ہوا۔ شیعہ علماء کے لباس میں صوفیت نے پروان چڑھنا
شروع کیا کہ جنہیں اقتدار پر مسلط حضرات کی سرپرستی رہی۔ اور علماء حق جو مذہب شیعہ
کے صحیح ترجمان تھے اس فاسد عقیدہ کی تحریری اور تقریری رد کرتے رہے۔ سب سے
خطرناک طریقہ جو صوفیاء ایران نے اختیار کیا کہ انہوں نے علم اخلاق جو دین اسلام کا اہم بلکہ
کل جزو ہے۔ اس کے روپ میں انہوں نے اپنے مسلک کے پھیلانے کو ایران میں عام کیا۔
کہ جسے علناً روکنا علماء حق کے لیے بہت مشکل تھا۔ اور بسا اوقات موجب تکالیف کثیرہ بنا۔
علماء حق نے ان دروس میں جانا منع کیا کہ جس کا عنوان تو تھا علم اخلاق لیکن اس میں
صوفیت کی زہر پھیلائی جارہی تھی۔
چنانچہ آیت اللہ العظمیٰ آقائے السید حسین بروجردی اعلی اللہ مقامہ کے دور میں قم میں

صوفیہ کا ایک گروہ منظم پیدا ہو چکا تھا۔ جو بظاہر علم اخلاق کا درس دیتے تھے لیکن اندرون خانہ انہوں نے اپنی ایک مجلس ذکر خفی مرتب کر رکھی تھی کہ جس میں یہ خاص گروہ اجتماع کرتا اور حلقہ ذکر ترتیب دیتا۔ اور عالم وصل فی اللہ میں بہت کچھ کر گزرتا۔ جب اس گروہ کی اس سازش کا علم مراجع اور علماء اعلام کو ہوا تو ان کے خلاف بہت کچھ کہا جانے لگا۔ اور لوگوں کو جب حقیقت حال کا علم ہوا تو ان سے لوگ متنفر ہونے لگے اور آہستہ آہستہ اس گروہ نے قم کو ترک کرنے میں مصلحت سمجھی اور مختلف شہروں میں متفرق ہو گئے۔ ان میں سے کچھ حضرات نے نجف اشرف کا رخ کیا اور درس و تدریس کو اپنا شعار ظاہر کر کے اندرون خانہ اپنے مسلک کی ترویج میں لگے رہے بلکہ خاص سردابوں میں درس کے عنوان سے جمع بھی ہوتے رہے۔ کہ جن کا ایک ثمر پاکستان کے ایک مقدس شکل میں دین جمن شاہی کی شکل میں ظاہر ہوا کہ جس نے بہت سے سادہ لوح شیعوں کو گمراہ کر رکھا ہے اور تا دم تحریر موجود ہے۔ اور دوسرا ثمر ایک اور مقدس شکل میں گرگل کشمیر ہند میں پہنچا اور اس نے وہاں جمن شاہی کی طرز میں گل کھلائے۔ اور یہ دونوں ایک ہی استاد نجف اشرف کے سرداب کے حوزہ علمیہ کے شاگرد تھے۔ اہل علم کے لباس میں یہ بظاہر صوفی جو نجف اشرف منتقل ہو گئے تھے وہ چونکہ زیادہ ہوشیار تھے۔ انہوں نے اواخر میں بانی انقلاب آیت اللہ العظمیٰ آقائے خمینی اعلی اللہ مقامہ کے حلقہ اثر میں داخل ہو کر اپنے انقلابی ہونے کی آقائے موصوف کے دل میں دھاک بٹھا کر آپ کا اعتماد حاصل کر کے ان کے معتمدین خاص میں شمار ہونے لگے۔ اور جب انقلاب منشائے الٰہی سے کامیاب ہو گیا تو وہ حضرات مختلف شعبوں میں خدمت انقلاب کرنے لگے۔ لیکن جب بھی موقعہ ملا اپنے مسلک کے اظہار میں فرو گزاشت نہ کی۔

چنانچہ اس وقت بعض ایسے حضرات نشری اداروں میں دسترس حاصل کر چکے اور ٹیلی ویژن پر کبھی کبھار خانقاہی ڈرامے جاری کرنے میں کامیاب بھی ہو چکے ہیں۔ اور سب سے بڑا ظلم یہ کر رہے ہیں کہ بانی انقلاب جو ایک حقیقی علم اخلاق کے ماہر اور مدرس تھے۔ کو اپنے مسلک کا ہمنوا ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اور ان کی بعض علم اخلاق کی اصطلاحات کو اپنے مسلک کی تائید کیلئے پیش کر رہے ہیں۔ لیکن انقلاب ایران کے موجودہ اعلیٰ حکام ان کے اس کردار کا نوٹس نہیں لے رہے۔ یا تو ابھی انہیں انکی حقیقت کا علم نہیں یا وہ اسے اہمیت نہیں دیتے۔ حالانکہ ایران میں ہر تحریر کو خارج ایران عین مسلک شیعہ قرار دیا جاتا ہے۔ دشمنان شیعیت باور کرا رہے ہیں کہ جو کچھ ایران میں ہو جائے وہ عین

شیعیت ہے۔

اس طویل مقدمہ کے بعد یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ پاکستان میں بعض مہتدی طلبہ کہ جنہیں دستار ضمانت انقلاب دے دی گئی ہے۔ آجکل اس مسلک صوفیت کو اخبارات میں ترجمہ کر کے شائع کر کے شیعان پاکستان کو یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ شیعیت یہی ہے اور یہی طریق نجات ہے۔ لہذا ضرورت تھی کہ کوئی مجاہد موجودہ ماحول کے تمام خطرات کو مول لے کر اس باطل مذہب کی ترویج کی حقیقت واضح کرے۔ چنانچہ یہ قرعہ فال ایک بہترین مجاہد جوان کے نام نکلا۔ جنہوں نے یہ کتاب لکھ کر بڑے بڑے ہم جیسے خادمین دین کی مصالحتی پالیسی کا لحاظ نہ کرتے ہوئے مذہب شیعہ کی وہ خدمت کی ہے جو ظہور امام علیہ السلام تک قابل تحسین قرار دی جائے گی۔ خداوند اسے شر اعداء سے محفوظ رکھے۔

از قلم اختر عباس

۱۵-۵-۹۰

مقدمہ

جناب مستطاب سرکار آیت اللہ العظمیٰ الشیخ محمد حسین نجفی ڈھکو مدظلہ العالی

باسمہ سبحانہ۔ بقول ڈاکٹر اقبال اس میں ذرہ بھی شک نہیں کہ تصوف کا وجود اسلام میں ایک اجنبی پودا ہے۔ (اقبال نامہ جلد ۱ صفحہ ۷۸) تصوف کیا ہے؟ فلاسفہ یونان کے مزعومات یہودیت کے نظریات عیسائیت کے معتقدات اور ہندوؤں کے خرافات کے ملغوبہ کا نام ہے۔ اس کے بنیادی اصول دو ہیں۔ ۱۔ انسان کا براہ راست خدا سے مکالمہ۔ ۲۔ نفس انسانی کا حقیقت مطلقہ (یعنی خدا) کے ساتھ مل جانا جسے وصال یا فنا کہا جاتا ہے۔

تصوف کے ساتھ اسلامی کا پیوند لگانا اور اسلامی تصوف کہنا بلا تشبیہ ایسی ہی بے جوڑ اصطلاح ہے جس طرح اسلامی شراب خانہ یا اسلامی جوا خانہ۔ ہر باخبر انسان جانتا ہے کہ جس طرح شراب خانہ اور جوا خانہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اسی طرح تصوف کا بھی اسلام سے کوئی ربط نہیں۔ تصوف کی عمارت کا سنگ بنیاد وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے نظریہ پر قائم ہے جو سراسر غیر اسلامی نظریہ ہے نیز اس کا سارا دار و مدار باطنی معنی پر ہے اور اہل دانش و بینش جانتے ہیں کہ کسی مذہب یا قوم کے دستور العمل میں باطنی معانی تلاش کرنا یا اس میں باطنی مفہوم پیدا کرنے کی کوشش کرنا دراصل اس دستور العمل کو مسخ کرنے یا اسے منسوخ کرنے کے مترادف ہے۔

اور تصوف خواہ جس ملک و ملت کا ہو یہ انحطاط قومی و ملی کی نشانی ہے۔ یعنی جو قوم میدان عملی میں قدم رکھنے میں ہچکچاتی ہے اور اس میں علمی طور پر زمان و مکان کے مسائل سے عہدا برآ ہونے کی ہمت نہیں رہتی تو پھر تصوف کی مزعومہ باطنی ولایت و سرمدیت کی اوٹ میں پناہ لینے کی ناکام کوشش کرتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تصوف سے روحانی ترقی ہوتی ہے۔ حالانکہ قطع نظر تصوف کے اوراد و اذکار اور وظائف کے خلاف شرع ہونے کے خود روحانیت ایک ایسا لفظ ہے۔ جو آج تک شرمندہ معانی نہیں ہو سکا۔

"ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندہ معانی نہ ہوا"

موجودہ دور میں بعض جدت پسند لوگوں نے تصوف کا نام "عرفان" رکھ دیا ہے اور بدنامی سے بچنے کے لیے صوفیاء کو عرفاء کا نام دیتے ہیں۔ ارباب بصیرت جانتے ہیں کسی چیز کا نام

بدل دینے سے اس کی حقیقت نہیں بدل سکتی۔ آج جن لوگوں کو عرفاء اسلام کا نام دیا جاتا ہے اور بڑے شد و مد سے ان کے حالات و واقعات بیان کئے جاتے ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر وہ ہیں جو مذہبی طور پر مذہب حق کے سخت مخالف اور عقیدۃً اس قدر باطل نواز تھے کہ ان کے دور کے فقہاء اسلام اور علماء اعلام نے ان پر کفر و زندقہ کے فتاویٰ لگائے اور کئی اپنے کیفر کردار کو پہنچ بھی گئے۔ اور ان کے عرفان کا عالم یہ تھا کہ زندگیاں ختم ہو گئیں مگر ان کو یہ تک معلوم نہ ہو سکا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے حقیقی جانشین حضرت علی علیہ السلام ہیں یا جناب ابو بکر؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔

عرفان بافی کے حامی لوگ کہا کرتے ہیں کہ عرفاء کے الفاظ کے ظاہری معنی حجت نہیں بلکہ ان کی اصطلاحات اسقدر پیچیدہ ہیں کہ عام لوگ تو کجا عام علماء و فقہاء بھی ان کو نہیں سمجھ سکتے۔ یہ بات عذر گناہ بدتر از گناہ کی بدترین مثال ہے۔ علماء اصول نے ناقابل تردد دلائل سے ثابت کیا ہے کہ قرآن و سنت کے ظواہر الفاظ حجت ہیں۔ لہذا خدا اور رسولؐ اور ائمہ ھدیٰؑ کے کلام حق ترجمان کا ظاہر تو حجت ہو اور اسے علماء و فقہاء سمجھ بھی سکیں مگر صوفیہ اور عرفاء کے کلام کا نہ ظاہر حجت ہو اور نہ اسے کوئی سمجھ سکے۔ پھر یہ کلام ہے یا کوئی لغز و معمہ؟

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

اسلام میں تصوف کس طرح آیا اور اس کی بارگاہ میں کس طرح بار پایا ہے۔ یہ ایک تاریخی حادثہ ہی نہیں کہا جا سکتا بلکہ اسلام میں تصوف کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ تصوف اور اسلام دو ایسے متضاد عقائد و نظریات ہیں جو ہرگز یکجا ہو ہی نہیں سکتے مگر یہ حقیقت ہے کہ اسلام میں تصوف آیا اور بڑی شد و مد کے ساتھ آیا۔ حکومتوں کی سرپرستی میں آیا اور اس برق رفتاری کے ساتھ آیا کہ اس سے ان لوگوں کا دامن بھی اس کی آلودگی سے محفوظ نہ رہ سکا۔ جن کے پیشواؤں کی مقتدائی اور پیشوائی ختم کرنے کے لیے اسے مشرف بالاسلام کیا گیا تھا۔ یعنی شیعوں میں بھی تصوف گھس آیا جو کہ ایک قومی المیہ ہے۔ اس اجمال کی بقدر ضرورت تفصیل یہ ہے کہ بنی امیہ نے خاندان رسالتؐ سے ظاہری و دنیوی اقتدار سلب کرنے کے بعد سوچا کہ اب لے دے کے ان کے پاس صرف روحانی و دینی اقتدار و وقار رہ گیا ہے۔ اسے کس طرح ختم کیا جائے؟ یا کم کیا جائے؟ گہری سوچ بچار کے بعد نظریہ

تصوف کو اسلام میں داخل کیا اور بڑے اہتمام سے صوفیوں کی سرپرستی کی۔ اور انکے کشوف و کرامات کا چرچا کیا۔ تاکہ لوگوں کو رشد و ہدایت یعنی خاندان رسالتؐ سے ہٹا کر ان کی طرف متوجہ کیا جا سکے۔ اس کد و کاوش کا نتیجہ یہ نکلا کہ اکثر لوگ کچھ اپنے طبعی تقاضوں "یمیلون مع کل ناعق" کے ماتحت اور کچھ "کل جدید لذیذ" کے تحت اور کچھ سہل پسند تصوف کی آزاد روی کے تحت کہ "رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت بھی نہ جائے۔ انکے دام تزویر میں پھنس گئے۔ اور پھر ان (صوفیہ) نے بھی حکومت کا حق نمک ادا کرتے ہوئے عقیدہ و عمل سے خاندان نبوتؐ کی خوب مخالفت کی اور اسلامی اصول و فروع کو مسخ کرنے اور ان کی بیخ کنی کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ انہیں حقائق کی بناء پر ائمہ اہلبیتؑ نے ہر دور میں صوفیہ کی شدید مذمت فرمائی اور ان کے مکروہ چہروں سے نقاب کشائی فرمائی چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "الصوفیۃ کلھم من اعدائنا وطریقتھم مباینۃ لطریقتنا" سب صوفی ہمارے دشمن ہیں اور ان کا طریقہ ہمارے طریقہ کی مغایر ہے۔ (حدیقۃ الشیعہ و عین الحیوٰۃ وغیرہ) مگر کچھ بموجب ہر کفر کہ کہنہ شود مسلمانی شود" اور کچھ عجم کی جدت پسندی اور کچھ شعراء کی بزلہ سنجی و نکتہ آفرینی کی وجہ سے تصوف نے ایران کے دربار میں بھی بار پالیا۔ بالآخر صفوی سلاطین کے کئی سو سالہ طویل دور حکومت میں (جو بنیادی طور پر صوفی پیر صفی الدین کی نسل سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی حکومت اس کی مرہون منت تھی) یہ پودا پھلا پھولا اور پروان چڑھا بلکہ اسقدر تناور ہوا کہ اسے ہی حقیقی اسلام اور اس سلسلے سے منسلک لوگوں کو عرفاء اسلام کہا جانے لگا۔ سچ ہے ؎

تھا جو نہ خوب بتدریج وہی خوب ہوا　　　کہ بدل ہی جاتا ہے غلامی میں قوموں کا ضمیر

یہیں سے تشیع علوی اور تشیع صفوی میں جو فرق ہے وہ نمایاں ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ گو آج شاہان صفویہ، قاچاریہ اور آریہ مہر کا خاتمہ ہو چکا ہے اور انکی جگہ بفضلہ تعالیٰ اسلامی انقلاب آچکا ہے۔ اور چھا چکا ہے (دعا ہے کہ خداوند عالم اسے اپنے مقصد میں مزید کامیابی و کامرانی عطا فرمائے تاکہ ساری دنیا پر کلمہ اسلام چھا جائے اور حق کا بول بالا ہو جائے اور باطل مٹ جائے اور اس کا منہ ہمیشہ کیلئے کالا ہو جائے) مگر ظاہر ہے کہ رات و رات کئی سو سالہ حکومتوں کے غلط اثرات ختم تو نہیں ہو سکتے (اسکے لئے وقت درکار ہے) آج بھی ایران میں عرفان بافی کا جو رجحان پایا جاتا ہے۔ اور صوفیوں کے متعلق جو حسن ظن پایا جاتا ہے وہ اس دور کے باقیات میں سے ہے۔ اسکا ایک افسوسناک پہلو یہ ہے کہ کچھ لوگ جو ایران کی ہر چیز کو

لسلامی ایران کی پیداوار جانتے ہیں (اور سابقہ دور کے باقیات اور لسلامی انقلاب کے ثمرات میں جو فرق ہے اسے نہیں سمجھ سکتے) وہ بے تحاشا تراجم، مضامین اور رسائل کی شکل میں تصوف کو عرفان کے نام سے درآمد کر رہے اور سادہ لوح اہل ایمان کو ٹیکے لگا رہے ہیں۔ بنابریں ضرورت اور سخت ضرورت تھی کہ ملک کی نسل نو اور عام اہل ایمان کو تصوف کی حقیقت اور اسکے خلاف اسلام نظریات و معتقدات سے آگاہ کیا جائے۔ اس لیے کافی دنوں سے یہ خیال دامنگیر تھا کہ اس موضوع پر قلم اٹھایا جائے اور ایک مفصل کتاب لکھ کر ان حقائق کو آشکار کیا جائے مگر اپنی گوناگوں مصروفیات سے فرصت نہ مل سکی۔ اس طرح یہ خیال حقیقت کا لباس نہ پہن سکا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس میدان میں سبقت کا مجد و شرف کاتبان قضا و قدر نے ہمدرد قوم و ملت فاضل نوجوان عزیز القدر مولانا نعمت علی سدھو قمی آف فیصل آباد کے حصہ میں لکھ دیا تھا۔ جنہوں نے "تحفہ شیخیہ" کے طرز رسالہ شریفہ و عجالہ منیفہ "تحفۂ صوفیہ" لکھکر بڑی محنت شاقہ اور بڑی عرق ریزی کیساتھ اکابر صوفیہ کی اپنی کتابوں سے نہ صرف انکے خرافات و شطحیات بلکہ انکے مخالف اسلام نظریات و معتقدات کو بلا کم و کاست انہی کے الفاظ میں یکجا فرما کر اور منظر عام پر لا کر حقیقت حال کو الم نشرح کر دیا اور تصوف کو اس کے حقیقی خد و خال کے ساتھ قارئین محترم کے سامنے پیش کر دیا۔ نیز شیعہ علماء اعلام کی مستند کتابوں سے ائمہ طاہرین علیہم السلام کے وہ ارشادات و فرمودات جو انہوں نے تصوف و صوفیہ کی مذمت و منقصت میں ارشاد فرمائے تھے۔ مزید اتمام حجت کیلئے درج کر دیے ہیں تاکہ کسی حقیقت پسند آدمی کے لئے کسی قسم کی چوں چراں کی گنجائش باقی نہ رہ جائے۔ اور پوری طرح اتمام حجت ہو جائے۔ یہلک من ھلک عن بینۃ ویحیٰی من حیّ عن بینہ۔

دعا ہے کہ خداوند عالم ہماری قوم و ملت کو قرآن اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کے بیان کردہ جادۂ مستقیمہ پر چلنے اور ہر قسم کے اعتقادی و عملی انحراف سے محفوظ رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اور فاضل موصوف کے توفیقات خیر میں مزید اضافہ و ازدیاد فرمائے۔ تاکہ وہ شیخیت و تصوف اور ان جیسے دیگر غیر اسلامی منحرف نظریات و معتقدات کے خلاف اپنا موجودہ قلمی جہاد جاری و ساری رکھ سکیں۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین آمین یارب العالمین بجاہ النبیؐ و آلہ الطاہرینؑ

۱۲ مئی ۱۹۹۰ء　　　　وانا الاحقر محمد حسین النجفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہ نامہ مجلس لاہور شمارہ ۳، ۴ مئی، جون ۱۹۸۹ء میں جناب ج۔ ہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔۔۔۔ دنیائے عرفان و تصوف میں زندگی بسر کرنے والے اور اس کے کوچہ و بازار میں چہل قدمی کرنے والوں کو عرفا و صوفیاء یا عارفان و صوفیان کہا جاتا ہے۔۔۔ ان کی دنیا سے ناآشنا لوگوں کو ان کی ہر چیز اجنبی لگتی ہے اور وہ پردہ ابہام کی وجہ سے تردید و تشکیک کے شکار ہو جاتے ہیں۔۔۔۔ بس معرفت کے اس بحر ذخار کے ساحل ہی سے کھڑے کھڑے کبھی ایک نظارہ ہو جاتا ہے۔۔۔ کوئے عرفان میں رہنے والے اپنے مافی الضمیر کے اظہار اور مافی القلب کے افہام کے لیے اپنی مخصوص اصطلاحات و تعبیرات رکھتے ہیں جن کے معانی ان کے نزدیک ان الفاظ کے عام اصطلاحی اور لغوی معانی سے کافی مختلف ہیں۔ ان معانی سے عدم آگاہی کی بنا پر بعض متشرعین اور متدینین نے بعض اہل دل اور صاحبان عرفان کو ان کے بعض اظہارات اور تعبیرات کی بنا پر گمراہ اور ضال و مضل تک قرار دے دیا۔۔۔ الخ صفحہ ۵۳، ۵۴ مزید اسی ماہ نامہ کے شمارہ نومبر و دسمبر جلد ۱ شمارہ نمبر ۹، ۱۰، ۱۹۸۹ء میں مذکورہ مضمون نگار صاحب منصور حلاج کی وکالت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔۔۔ حسین ابن منصور وہ عارف صاحب منزلت اور عظیم المرتبت شخص تھے جو توحید میں اس قدر غرق اور غوطہ زن ہوئے کہ خدا کے علاوہ کسی وجود کو وجود ہی نہ مانتے تھے اکثر عرفاء اور عرفان سے لگاؤ رکھنے والوں نے ان کی عظمتوں کا تذکرہ کیا۔۔۔ حلاج کوتاہ نظر اور ظاہر بین لوگوں کے تعصب سے بچ نہ سکا۔۔۔ الخ صفحہ ۶۰

قارئین محترم اس نازک وقت میں صوفیوں کی ترویج و حمایت میں لٹریچر شائع کرنا حصار اسلام کی مستحکم و سنگین بنیادوں کو کھوکھلا کرنے اور استعمار کو تقویت پہنچانے کے مترادف ہے۔ اس صورت حال کا تقاضا یہ تھا کہ صاحبان علم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان "اذا ظهرت البدع فی امتی فليظهر العالم علمه فمن لم يفعل فعليه لعنة الله" یعنی جب بدعت میری امت میں ظاہر ہو تو عالم دین کو چاہیے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور جو ایسا نہیں کرے گا۔ اس پر اللہ کی لعنت (الشافی ترجمہ اصول کافی صفحہ ۵۸ ج ۱) پر عمل کرتے ہوئے اپنے علم کو ظاہر کرتے تاکہ صاحبان ایمان ان کے دام تزویر کا شکار ہونے سے محفوظ رہ سکتے چنانچہ اسی چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے توکل بر خدا کر کے اس پُر خار وادی میں

قدم رکھ دیا۔ اور دربار رب العزت میں انتہائی عجزو نیاز کے ساتھ التجا ہے کہ بہ تصدق جاہ محمد وآل محمد علیہم السلام اس ادنیٰ سعی کو اس غریق بحر عصیاں کی مغفرت و بخشش کا ذریعہ قرار دے۔

صوفیہ کی وجہ تسمیہ:

دوسری صدی میں سب سے پہلے ابوہاشم کوفی نے یہ لقب اختیار کیا (نفحات الانس صفحہ ۲۲ فارسی) اور یہ شخص نصاریٰ کی مثل حلول و اتحاد کا قائل اور اموی النسب تھا۔ اسے اس لقب سے پکارے جانے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے زہد و تقویٰ کی نمائش کے لئے صوف (بھیڑ کے بالوں) کا لباس پہن رکھا تھا

صوفیہ معصومین علیہم السلام کی نظر میں

علامہ شیخ بہائی سے محدث عباس قمی روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قیام قیامت سے پہلے میری امت میں ایک جماعت پیدا ہوگی" اسمھم الصوفیۃ لیسوا منی و انھم یحلقون للذکر و یرفعون اصواتھم یظنون انھم علی طریقتی بل ھم اضل من الکفار و ھم اھل النار ھم شھیق الحمار الخ جس کا نام صوفیہ ہوگا۔ وہ درحقیقت میری امت سے نہیں ھوں گے بلکہ وہ یہود میں سے شمار ھوں گے وہ کفار سے بھی برے اور بدتر اور اھل جہنم میں سے ھوں گے۔ (سفینۃ البحار ج۲ صفحہ ۵۸ خزینہ ایمانیہ صفحہ ۱۷۷ علامہ گلاب علی شاہ نقوی مدظلہ) علامہ مقدس اردبیلی نے اپنی کتاب میں صحیح سند کے ساتھ یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ زمان حاضر میں ایک قوم پیدا ہوگئی ہے۔ "یقال لھم الصوفیہ فما تقول فیھم قال علیہ السلام انھم اعدائنا فمن مال الیھم فھو منھم و یحشر معھم و سیکون اقوام یدعون حبنا و یمیلون الیھم و یتشبھون بھم و یلقبون انفسھم بلقبھم و یأولون اقوالھم الا فمن مال الیھم فلیس منا و انا منہ برآء و من انکرھم ورد علیھم کان کمن جاھد الکفار بین یدی رسول اللہ "لوگ جن کا نام صوفی رکھے ھوئے ہیں۔ حضور کا ان کے متعلق

کیا ارشاد ہے۔ امامؑ نے فرمایا "لا ریب یہ لوگ ہم اہل بیت رسول علیہم السلام کے دشمن ہیں۔ جو شخص ان کی طرف مائل ہو۔ اور ان سے محبت و رغبت رکھتا ہو وہ بھی ان ہی میں سے شمار ہوگا۔ اور وہ ان کے ساتھ ہی محشور ہوگا۔ بہت ہی جلد ایک اور قوم پیدا ہوگی جو ہماری محبت اور دوستی کا دعویٰ کریں گے۔ اور باوجود اس کے وہ صوفیوں کی طرف مائل ہوں گے لباس اور گفتار و کلام میں وہ ان کی مشابہت اختیار کریں گے۔ اور اپنے آپ کو صوفیوں کے القاب سے ملقب کریں گے۔ اور ان کے ایسے اقوال کی تاویل کریں گے (جو عین کفر اور زندیقیت ہونگے) لہذا وہ ہم میں سے نہیں ہوں گے ہم ان سے بیزار ہیں جو شخص ان سے نفرت اور انکار کرے اور ان کے اقوال کی تردید کرے اس کا ثواب ایسے شخص کی مانند ہے جس نے نبی پاکؐ کے ہمراہ جہاد کرنے کا شرف حاصل کیا ہو۔ (حدیقتہ الشیعہ صفحہ ۵۶۲ آخر و صفحہ ۵۶۳ طبع جدید خزینہ ایمانیہ صفحہ ۱۷۸ اسفینتہ البحار ج ۲ صفحہ ۵۷ طبع جدید ایران منہاج البراعتہ محدث خوئی ج ۱۳ صفحہ ۳۴۰ طبع جدید طہران و جلوہ حق صفحہ ۳۸ آیت اللہ العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی مدظلہ العالی)

علامہ مقدس اردبیلی نے صحیح سند کے ساتھ یہ حدیث نقل کی ہے۔ کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا "لا یقول بالتصوف احد الا لخدعتہ و ضلالتہ او حماقتہ یعنی کہ کوئی شخص تصوف کا عقیدہ نہیں رکھتا مگر وہی جو یا تو دھوکہ اور فریب کاری میں گرفتار یا وہ گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے یا حماقت کا شکار ہوتا ہے (حدیقتہ الشیعہ صفحہ ۶۰۵ و خزینہ ایمانیہ صفحہ ۱۷۷ و سفینتہ البحار ج ۲ صفحہ ۵۸)

علامہ مقدس اردبیلی نے شیخ مفید سے بسند معتبر حضرت امام حسن عسکریؑ کے یہ حدیث نقل کی ہے۔ امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ اے ابوہاشم جعفری لوگوں پر عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا جب کہ ان کے چہرے ہشاش و بشاش اور دل سیاہ ہونگے ان کی نظر میں سنت رسولؐ بدعت اور بدعت سنت رسولؐ ہوگی مومن ان کے درمیان حقیر اور فاسق باوقار ہونگے ان کے امرا جاہل ظالم اور علماء ظالموں کے دروازوں پر حاضر ہونے والے ہونگے۔ ان کے مالدار فقرا کے مال کو لوٹیں گے اور ان کے چھوٹے بزرگوں سے آگے بڑھنے والے ہونگے اور ہر جاہل ان کے نزدیک باخبر اور ہر حیلہ بہانے کرنے والا فقیر ہوگا۔ مخلص اور بد اعتقاد میں اور بھیڑوں اور بھیڑیوں کے درمیان تمیز نہیں کریں گے۔ ان کے علماء سطح

زمین پر اللہ کی بد ترین مخلوق ہونگے "لانہم یمیلون الی الفلسفۃ و التصوف و ایم اللہ انہم من اھل العدول و التحرف یبالغون فی حب مخالفینا و یضلون شیعتنا و موالینا الخ کیونکہ وہ فلسفہ اور تصوف کی طرف مائل ہونگے۔ اللہ کی قسم وہ حق سے منہ پھیرنے والے اور باطل کی طرف مائل ہونے والے ہونگے۔ ہمارے ساتھ مخالفت رکھنے والوں کی محبت میں مبالغہ کرنے والے ہونگے اور ہمارے شیعوں اور موالیوں کو گمراہ کرنے والے ہونگے۔ پس اگر کسی منصب پر فائز ہوئے تو رشوت سے سیر نہیں ہونگے۔ اگر منصب پر فائز نہ ہوئے تو ریاکاری کی بنا پر اللہ کی عبادت کریں گے

خبردار وہ مومنین کے راستوں کے ڈاکو (لٹیرے) اور ملحد و کفر کی طرف دعوت دینے والے ہونگے۔ اور جو بھی ان کو پالے ان سے دامن بچائے اور اپنے دین وایمان کو محفوظ کرے۔ پھر آپؑ نے فرمایا اے ابوہاشم یہ وہ حدیث ہے جو میرے باپؑ نے اپنے آباؑ سے اور انھوں نے جعفرؑ بن محمدؑ سے نقل فرمائی ہے۔ اور یہ ہمارے رازوں میں سے ہے۔ اس کو چھپاؤ مگر اس کے اھل سے بیان کرو۔ (حدیقۃ الشیعہ صفحہ ۵۹۲ طبع ایران وسفینۃ البحار ج ۲ صفحہ ۵۷ آخر و ۵۸ و معارف ملتہ ناجیہ و ناریہ صفحہ ۲۰۷ از علامہ ابو القاسم قمی)

محدث کلینی نے اپنی کتاب کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا صوفیوں سے ایک طویل مناظرہ نقل کیا ہے۔ اور اس باب کا عنوان " دخول الصوفیۃ علی ابی عبداللہ علیہ السلام الخ رکھا ہے۔ سفیان ثوری (شاگرد ابوہاشم صوفی) مدینہ میں رہتا تھا۔ ایک دن اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام پر اعتراض کیا اور کہا ایسا لباس آپؑ کے لیے مناسب نہیں آپ زہد و تقویٰ اختیار کریں۔ اور اپنے کو دنیا سے دور رکھیں یہ سن کر امامؑ نے فرمایا۔۔۔۔ مگر میں تم سے کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے زمانے اور ماحول میں زندگی گزار رہے تھے۔ جس پر فقر و فاقہ اور سختی و تنگدستی چھائی ہوئی تھی۔ عام لوگ زندگی کی ابتدائی چیزوں سے محروم تھے۔ نبی پاکؐ اور ان کے اصحاب کی زندگی کا انداز اس وقت کی عام زندگی کے حالات سے تعلق رکھتا تھا مگر جس زمانے میں وسائل زندگی فراہم ہوگئے ہیں اور نعمات الہیٰ سے بہرہ مند ہونے کے حالات پیدا ہو چکے ہیں تو لوگوں میں سب سے زیادہ ان نعمتوں سے بہرہ مند ہونے اور فائدہ اٹھانے کے سزاوار نیک مومن اور اللہ کے صالح بندے ہیں یا فاسق و بدکار لوگ؟ مسلمان ان نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوں گے یا کافر؟۔۔۔۔ سفیان

ثوری امام کی باتوں کا کوئی جواب نہ دے سکا اور باہر جا کر اپنے دوستوں اور ہم مسلک لوگوں کو ساتھ لیکر امام کی خدمت میں پہنچے۔۔۔۔۔۔ امامؑ نے فرمایا حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے متعلق مجھے جواب دو کہ انہوں نے خدا سے ایک ایسے ملک و سلطنت کی دعا کی کہ ان کے بعد پھر کسی دوسرے کو نصیب نہ ھو۔ خداوند عالم نے انہیں ایسا ملک عطا بھی فرمایا۔ "وکان یقول الحق و یعمل بہ ثم لم نجد اللہ عز و جل عاب علیہ ذلک ولا احداً من المومنین الخ" حضرت سلیمانؑ نے جو طلب کیا وہ بالکل حق تھا۔ نہ تو خدا نے قرآن میں ان کی مذمت کی اور نہ کوئی مومن مذمت کرتا ہے۔ کہ انہوں نے کیوں دنیا میں ایسی حکومت و سلطنت مانگی؟ یہی حال حضرت داؤد کا ہے جو حضرت سلیمانؑ سے پہلے تھے اور ایسا ہی واقعہ حضرت یوسف کا ہے انہوں نے بادشاہ وقت سے فرمایا کہ خزانہ میرے حوالے کر دے۔۔۔۔ ایسا ہی واقعہ ذوالقرنین کا ہے۔ خدا نے مشرق و مغرب کی حکومت دے کر انہیں ساری دنیا کا مالک بنا دیا۔ آخر میں آپؑ نے فرمایا اے صوفیو تم اس غلط راستے کو چھوڑو اور اپنے کو اسلام کے حقیقی آداب و تعلیمات سے آراستہ و پیراستہ کرو۔۔۔۔۔۔ الخ تفصیل کے لیے دیکھیں (فروع کافی ج۱ صفحہ ۳۴۵ طبع قدیم و جلد ۵ صفحہ ۶۵ تا ۷۰ طبع جدید طہران و تحف العقول صفحہ ۳۴۸ تا ۳۵۴ طبع جدید قم داستان راستان آقائے مطہری ج۱ صفحہ ۲۲ تا ۳۴ مترجم طبع واہ کینٹ و حضرت امام جعفر صادق اور مکتب تشیع صفحہ ۴۲ تا ۵۳ طبع کراچی انوار نعمانیہ ج۲ صفحہ ۲۸۷ تا ۲۹۱ طبع جدید)

حضرت امام علی علیہ السلام سے علاء ابن زیاد نے کہا کہ یا امیر المومنینؑ مجھے اپنے بھائی عاصم ابن زیاد کی آپؑ سے شکایت کرنا ہے۔ حضرت نے پوچھا کیوں اسے کیا ہوا؟ علاء نے کہا کہ اس نے (بالوں) کی چادر اوڑھ لی ہے۔ اور دنیا سے بالکل کنارہ کش ھو گیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اسے میرے پاس لاؤ جب وہ آیا تو آپؑ نے فرمایا کہ "یا عدوّ نفسک لقد استھام بک الخبیث الخ اے اپنی جان کے دشمن تمہیں شیطان خبیث نے بھٹکا دیا ہے تمہیں اپنی آل اولاد پر ترس نہیں آتا؟ اور کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اللہ نے جن پاکیزہ چیزوں کو تمہارے لئے حلال کیا ہے۔ اگر تم انہیں کھاؤ برتو گے تو اسے ناگوار گزرے گا تم اللہ کی نظروں میں اس سے کہیں زیادہ گرے ہوئے ہو کہ وہ تمہارے لئے یہ چاہے اس نے کہا یا امیر المومنین آپؑ کا پہناوا بھی تو موٹا چھوٹا اور کھانا روکھا سوکھا ہوتا ہے۔ تو حضرتؑ نے فرمایا کہ تم پر حیف

ہے۔ میں تمہارے مانند نہیں ہوں خدا نے آئمہ حق پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنے کو مفلس و نادار لوگوں کی سطح پر رکھیں تاکہ مفلوک الحال اپنے فقر کی وجہ سے پیچ و تاب نہ کھائے۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۲۰۷ صفحہ ۵۴۹ مترجم علامہ مفتی جعفر حسین، داستان راستان صفحہ ۳۶،۳۵ ج ۱)

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا حسن بصری سے مکالمہ

مروی ہے کہ جنگ جمل (یعنی جنگ عائشہ) کے بعد جناب امیر المومنین علیہ لسلام کا حسن بصری کے پاس سے گذر ہوا کہ جو صوفیوں کا پیر تھا۔ وہ اس وقت وضو کر رہا تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ وضو اچھی طرح کامل طور پر بجا لاؤ کہنے لگا تو نے بہت سے ایسے لوگوں کو قتل کر دیا ہے جو شہادتین یعنی شہادت توحید و نبوت ادا کرتے اور کامل وضو اور نماز پنجگانہ بجا لاتے تھے اور مجھے تم نصیحت کرتے ہو۔ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے۔ تو نے اسے دیکھا ہے اگر میں باطل پر تھا تو پھر ہمارے دشمن کی امداد کرنے سے تو نے کیوں انحراف کیا؟ عرض کیا یا امیر المومنینؑ میں سچ کہتا ہوں کہ اس جنگ کے روز اوّل میں باہر نکلا تھا اور میں نے غسل بھی کیا اور حنوط بھی کر لیا اور ہتھیار بھی اپنے بدن پر باندھ لئے درآنحالیکہ میں اس میں ذرا بھر شک نہ رکھتا تھا کہ ام المومنین عائشہ کی امداد سے انحراف کفر ہے میں چل پڑا تاآنکہ جب میں مقام حدیبیہ پر پہنچا تو ایک آواز میرے کان میں پڑی کہ اے حسن کہاں جا رہے واپس لوٹو کہ قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں ہونگے چنانچہ میں واپس اپنے گھر لوٹ آیا مگر میں خوف زدہ ہونے کی حالت میں تھا پھر جب دوسرا دن ہوا تو پھر میرے دل میں خیال آیا کہ ام المومنین کی مدد کرنا ضروری اور لازم ہے اور اس سے انحراف کفر ہے چنانچہ پھر حسب روز اوّل تیار ہو کر چل پڑا حتیٰ کہ اسی مقام پر پہنچا جس پر لگے دن پہنچا تھا تو وہی آواز میں نے اپنے سر کے پیچھے سے سنی حضرت جناب امیرؑ نے فرمایا کہ یہ تو سچ کہتا ہے اچھا یہ تو بتا کہ آیا تو نے پہچانا تھا کہ وہ آواز کس کی تھی کہا یہ نہیں معلوم جناب امیرؑ نے فرمایا "قال ذاک اخوک ابلیس" کہ وہ ندا دہندہ تیرا بھائی ابلیس تھا۔ اور اس نے ٹھیک کہا کیونکہ عائشہ کے گروہ میں سے قاتل بھی اور مقتول بھی دونوں جہنمی ہیں الخ (احتجاج طبرسی ج ۱ صفحہ ۱۷۱ طبع جدید، سفینۃ البحار ج ۱ صفحہ ۲۶۲، خزینہ

ایمانیہ صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۱ و عین الحیوۃ صفحہ ۳۳۲ طبع جدید و انوار نعمانیہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۲ طبع جدید)

علامہ مقدس اردبیلی علامہ شیخ مفید سے امام علی نقی علیہ السلام کا فرمان نقل کرتے ہیں۔ کہ امام علی نقی علیہ السلام مسجد نبوی میں اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرماتے کہ اچانک صوفیوں کا ایک گروہ وارد ہوا اور مسجد میں ایک طرف دائرہ کی شکل میں بیٹھ کر تحلیل کا ورد (لا الہ الا اللہ) کرنے میں مشغول ہوگیا تو آپؑ نے فرمایا ان فریب کاروں کی طرف توجہ نہ کرو یہ شیطان کے خلیفے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ "انہم اخس طوائف الصوفیہ و الصوفیۃ کلہم من مخالفینا و طریقتہم مغائرۃ لطریقتنا و ان ھم الا نصاری و مجوس ھذہ الامۃ۔۔۔الخ" اور ان کی شدید مذمت کرتے ہوئے امام علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ صوفیوں کا پست ترین گروہ ہے اور تمام صوفیہ ہمارے مخالف ہیں۔ اور ان کا راستہ ہمارے راستہ کے مخالف ہے۔ اور یہ اس امت کے نصاریٰ اور مجوسی ہیں۔۔۔۔ (حدیقۃ الشیعہ صفحہ ۶۰۲، ۶۰۳ و سفینۃ البحار ج ۲ صفحہ ۵۸ معارف الملۃ الناجیۃ النارتہ صفحہ ۴۷ علامہ ابو القاسم قمی و اصول الشریعہ صفحہ ۱۹۹ طبع ثالث و اعتقادات الامامیہ حاشیہ صفحہ ۱۸ و جلوہ حق صفحہ ۳۹ از آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی)

عقائد صوفیہ

حسین بن منصور حلاج کے متعلق شیعہ و سنی علماء نے لکھا ہے کہ وہ حلول و اتحاد و الوہیت کا مدعی تھا جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار و کلام اس پر دال ہے

جبلت روحک فی روحی کما — یجبل العنبر بالمسک الفتق

تمہاری (اللہ کی) روح میری روح کے ساتھ اس طرح ملا کر بنائی گئی ہے جس طرح عنبر مشک خالص میں ملایا جاتا ہے۔

فاذا مسک شیٔ مسنی — واذا انت انا لا نفترق

اور جب کوئی چیز تجھے مَس کرتی ہے۔ مجھے بھی مس کرتی ہے۔ اور اب تو میں ہوگیا اس طرح کہ اب ہم ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے۔

مزجت روحک فی روحی کما — تمزج الخمرۃ بالماء الزلال

تمہاری روح میری روح کے ساتھ اس طرح شیر و شکر کردی گئی ہے۔ جس طرح شراب صاف پانی سے ملادی گئی ہو۔

فاذا مسک شئ مسنی　　　فاذا انت انا فی کل حال

جب کوئی چیز تجھے مس کرتی ہے تو مجھے بھی مس کرتی ہے۔ اس وقت ہر حال میں "من تو شدم تو من شدی" کے مصداق ہو جاتے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۳ و مترجم ج ۱۱ صفحہ ۳۳۷، ۳۳۸ طبع کراچی)

ابو عبد اللہ بن خفیف سے ان چند اشعار کا مطلب پوچھا گیا۔ کہ

سبحان من اظہر ناسوتہ　　　سر عنا لاھوتہ الثاقب

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے عالم ناسوت یعنی عالم اجسام کو ظاہر کیا۔ اور اپنے چمکدار عالم لاہوت یعنی عالم ذات الٰہی کو چھپا دیا ہے۔

ثم بدا فی خلقہ ظاہراً　　　فی صورۃ الآکل والشارب

پھر وہ اپنی مخلوق میں بالکل عیاں ہو کر ظاہر ہوا۔ کھانے اور پینے والے کی صورت میں

حتی لقد عاینہ خلقہ　　　کلحظۃ الحاجب بالحاجب

یہاں تک کہ اس کی مخلوق نے اس کو اس طرح دیکھا جیسے دونوں بھوئیں مقابلہ میں نظر آتی ہیں۔ یہ سن کر ابن خفیف نے کہا اس کے کہنے والے کے اوپر اللہ کی لعنت ہو۔ ان سے کہا گیا یہ تو حلاج کے اشعار ہیں۔ تو کہا یہ اس پر بھی لاگو ہو گی (تاریخ ابن کثیر عربی جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۴ و مترجم جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۸، ۳۳۹ و تبصرہ العوام علامہ مرتضیٰ رازی بر حاشیہ معارف ملت ناجیہ و ناریہ صفحہ ۱۵۷ و تلبیس ابلیس ابن جوزی مترجم صفحہ ۲۲۲ طبع لاہور و تاریخ فلسفہ و تصوف آیت اللہ نماری شاھرودی صفحہ ۲۹ تہران)

ابو القاسم القشیری الصوفی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں ومن المشہور ان عمرو بن عثمان المکی رای الحسین بن منصور یکتب شیأً فقال ماھذا؟ فقال ھو ذا اعارض القرآن فدعا علیہ و ھجرہ یعنی یہ بات مشہور ہے کہ عمرو بن عثمان مکی نے حسین بن منصور حلاج کو دیکھا کہ وہ کچھ لکھ رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا کیا لکھ رہے ہو؟ حلاج نے جواب دیا میں قرآن کا جواب لکھ رہا ھوں یہ سن کر انہوں نے اس کے خلاف بد دعا کی اور اس سے تعلقات توڑ لئے (رسالتہ القشیریہ صفحہ ۱۶۵ طبع مصر و تاریخ ابن کثیر ج ۱۱ صفحہ ۱۳۵ و مترجم ج ۱۱ صفحہ ۳۴۱)

ابو عبد الرحمن السلمی نے کہا نقل کرتے ہیں کہ عمرو مکی نے بیان کیا کہ میں حسین منصور کے ہمراہ مکہ کی ایک گلی میں جا رہا تھا وکنت اقرأ القرآن فسمع قرأتی فقال یمکننی ان اقول مثل ھذا ففارقتہ۔ اور میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا اس وقت میری تلاوت

سن کر منصور حلاج نے کہا میرے لئے یہ بات بہت آسان ہے کہ میں بھی اس قرآن کی طرح عبارتیں کہہ سکوں۔ یہ سن کر میں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ (تلبیس ابلیس مترجم صفحہ ۲۲۱ تاریخ ابن کثیر عربی جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۵ و مترجم ج ۱۱ صفحہ ۳۴۱)

محمد بن یحییٰ رازی کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن عثمان کو حلاج پر "یلعنہ و یقول لو قدرت علیہ لقتلتہ بیدی فقلت لہ ایش الذی وجد الشیخ علیہ قال قرأت من کتاب اللہ فقال یمکننی ان أولف مثلہ و أتکلم بہ "لعنت بھیجتے اور یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اگر مجھے اس پر قدرت حاصل ہوتی تو میں اسے اپنے ہاتھ سے قتل کر دیتا میں نے کہا اس شیخ میں تم نے ایسی کون سی خرابی پائی؟ تو کہنے لگے کہ میں قرآن پاک کی ایک آیت تلاوت کر رہا تھا۔ یہ سن کر اس نے کہا میرے لئے یہ بات بہت آسان ہے کہ اس جیسی کتاب لکھ ڈالوں اور اس جیسا کلام کروں (سفینتہ البحار ج ۱ صفحہ ۲۹۶ تاریخ ابن کثیر ج ۱۱ عربی صفحہ ۱۳۵ و مترجم ج ۱۱ صفحہ ۳۴۱ و تلبیس و ابلیس صفحہ ۲۲۱ اردو)

ابو عبدالرحمٰن بن الحسن السلمی نے کہا ہے کہ میں نے ابراھیم بن محمد الواعظ سے سنا ہے یہ کہتے ہوئے کہ ابوالقاسم الرازی نے کہا کہ ابوبکر بن شاد نے کہا ہے کہ دینور میں ہمارے پاس ایسا ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں ہمیشہ تھیلا رہتا تھا۔ لوگوں کو اس پر کچھ شک گزرا اور اس تھیلے کی تلاشی لی گئی تو اس میں حلاج کا ایک خط نکلا جس کا عنوان تھا۔

رحمٰن ورحیم کی طرف سے فلاں بن فلاں کے نام۔ جس میں وہ گمراہی کی دعوت اور اپنے اوپر اسے ایمان لانے کے لئے آمادہ کر رہا تھا۔ وہ خط بغداد بھیج دیا گیا۔ تحقیق کے لئے حلاج سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے اپنے ہاتھ سے اس کے لکھنے کا اقرار کر لیا لوگوں نے اس سے کہا "کنت تدعی النبوۃ فصرت تدعی الالوھیتہ و الربوبیتہ؟ فقال لا ولکن ھذا عین الجمع عندنا ھل الکاتب الا اللہ و انا والید آلتہ؟" تم تو اب تک اپنی نبوت کا دعویٰ کرتے آئے تھے مگر اب تو تم اپنی الوہیت کا بھی دعویٰ کرنے لگے ھو اس نے جواب دیا نہیں بلکہ ہمارے نزدیک اس کا جمع ہونا عین ممکن ہے۔ بھلا کیا اللہ تعالےٰ کے سوا اور بھی کوئی لکھنے والا ہے۔ اور میں اور یہ ہاتھ آلہ ہیں۔ پھر اس سے پوچھا گیا کیا تمہارے اس عقیدے میں دوسرا اور کوئی بھی شریک ہے؟ اس نے کہا ہاں ابن عطاء۔ ابو محمد حریری اور ابوبکر شبلی۔ اس کے بعد حریری سے تحقیق کی گئی تو وہ کہنے لگے ایسا جو بھی کہے وہ کافر ہے۔ پھر شبلی سے پوچھا گیا جواب دیا کہ ایسا کہنے والے کو روکا جائے گا۔ اور ابن عطاء سے پوچھنے پر

انہوں نے کہا کہ جواب تو وہی ہے جو حلاج نے دیا ہے۔ اس بناء پر اسے سزا دی گئی جو اس کی موت کا سبب بن گئی۔ (تاریخ ابن کثیر عربی ج ۱۱ صفحہ ۱۳۸ و مترجم ج ۱۱ صفحہ ۳۴۸ و سفینۃ البحار ج ۱ صفحہ ۲۹۷ محدث قمی و تلبیس ابلیس اردو صفحہ ۲۲۱ طبع لاہور و تاریخ بغداد ج ۸ صفحہ ۱۲۸)

منصور حلاج اپنی کتاب میں لکھتے ہیں وما کان فی اھل السماء موحد مثل ابلیس.........
فقال لہ اسجد قال لا غیر قال لہ و ان علیک لعنتی قال لا غیر۔ یعنی آسمان والوں میں ابلیس جیسا کوئی موحد نہیں ہے۔ اس سے کہا گیا سجدہ کر۔ جواب دیا غیر کا وجود ہی نہیں حق تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ میری لعنت قیامت تک تجھ پر رہے گی۔ اس نے پھر کہا غیر کا وجود ہی نہیں۔ ترجمہ اشعار۔ میری سرکشی تیرے بارے میں پاکیزگی ہے اور میری عقل تیرے بارے میں ایک دیوانگی ہے۔ اور آدم بھی تیرے سوا کہاں ہے؟ اور درمیان میں ابلیس ہوتا کون ہے۔ (طواسین مترجم باب چھٹا صفحہ ۱۲۴ لغایت ۶، ۹، ۱۰ طبع لاھور)
و قلت انا ان لم تعرفوہ فاعرفوا اثارہ و انا ذالک الاثر و انا الحق لانی ما زلت ابدا بالحق حقا فصاحبی و استاذی ابلیس و فرعون ابلیس ھدد بالنار و ما رجع عن دعواہ و فرعون اغرق فی الیم و ما رجع عن دعواہ و لم یقر بالواسطۃ البتۃ: اور میں کہتا ھوں اگر تم نے اس (اللہ) کو نہیں پہچانا تو اس کے اثر (علامت، نشان) کو پہچان لو اور وہ اثر میں ھوں اور میں حق ھوں (انا الحق) کیونکہ میں ہمیشہ فی الواقع حق کے ساتھ رہا ھوں۔ پس اس میدان میں میرے ساتھی اور میرے استاد ابلیس اور فرعون ہیں۔ چنانچہ ابلیس کو آگ میں ڈالا گیا لیکن وہ بھی اپنے دعوے سے باز نہیں آیا اور اس نے قطعاً کسی واسطے سے اقرار نہیں کیا۔ اور فرعون کو دریا میں غرق کیا گیا۔ وہ بھی اپنے دعویٰ سے تائب نہ ھوا اور اس نے بھی اللہ کے غیر کا اقرار نہ کیا۔ و ان قتلت او صلبت او قطعت یدای و رجلای ما رجعت عن دعوای۔ اور اگر مجھے قتل کریں یا سولی پر لٹکائیں یا میرے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے جائیں تب بھی میں اپنے دعویٰ سے باز نہیں آؤں گا۔ (طواسین باب چھٹا صفحہ ۱۲۸ لغایت ۲۳، ۲۴، ۲۵ مترجم عتیق الرحمان عثمانی)

حلاج کہتے ہیں و اعتقادی الاسلام و مذھبی السنۃ و تفضیل ابی بکر و عمر و عثمان و علی و طلحۃ و الزبیر و سعد و سعید و عبدالرحمن ابن عوف و ابی عبید بن الجراح ولی کتب فی السنۃ موجودۃ فی الوارقین فاللہ اللہ فی دمی۔ میرا اعتقاد اسلام کا ہے۔ میرا مذہب اہل سنت کا ہے۔ اور صحابہ کرام میں ان حضرات ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر سعد، سعید

عبدالرحمن .بن عوف ابی عبید .بن الجراح کو بقیہ سب پر افضلیت حاصل ہے۔ اور میری کتابیں اہل سنت کے مسلک کے مطابق لوگوں کے پاس محفوظ ہیں اس لیئے میرا خون بہانے کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو (تاریخ ابن کثیر ج ۱۱ صفحہ ۱۴۱ و مترجم صفحہ ۳۵۳)

ابوالقاسم اسمٰعیل .بن محمد .بن زنجی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ .بنت سری حامد وزیر کے پاس بھیجی گئی۔ حامد نے اس سے حلاج کی نسبت پوچھا کہنے لگی کہ میرے باپ مجھ کو ان کے پاس لے گئے حلاج نے کہا میں نے تیری شادی اپنے بیٹے سلیمان سے کر دی ہے۔ جو نیشا پور میں مقیم ہے۔ جب میری تمہاری مرضی کے خلاف کوئی بات صادر ہو تو تم دن کو روزہ رکھنا اور شام کو کوٹھے پر چڑھنا اور خاکستر پر کھڑی ہونا اور وہیں بغیر پسے ہوئے نمک سے روزہ کھولنا اور اپنا منہ میری طرف کرنا اور جو بات تم کو ناگوار معلوم ہو مجھے یاد دلانا میں ہر بات سنتا اور دیکھتا ہوں۔ .بنت سری نے کہا میں ایک رات کوٹھے پر سو رہی تھی میں نے حلاج کو محسوس کیا وہ مجھ کو آلپٹے تھے۔ میں ان کی حرکت سے خوف زدہ ہو کر جاگ اٹھی مجھ سے کہا کہ میں تم کو صرف نماز کے واسطے .بیدار کرنے آیا تھا۔ " و انما کان یرید ان یطاھا" حالانکہ اصل مقصد کچھ اور تھا۔ جب ہم کوٹھے سے نیچے اترے تو حلاج کی .بیٹی مجھ سے بولی " و امر ابنتھا بالسجود لہ فقالت او یسجد بشر لبشر؟ فقال نعم الہ فی السماء و الہ فی الارض " کہ ان کو سجدہ کرو میں نے کہا کہیں کوئی غیر خدا کو بھی سجدہ کرتا ہے۔ حلاج نے میرا کلام سن کر کہا ہاں ایک خدا آسمان پر ہے۔ اور ایک خدا زمین پر (تلبیس ابلیس مترجم صفحہ ۲۲۲، تاریخ ابن کثیر ج ۱۱ صفحہ ۱۴۰ و مترجم صفحہ ۳۵۲)

خواجہ غلام فرید اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں حضرت حسین .بن منصور حلاج نے فرمایا میں حق ھوں اور یہ بھی فرمایا کہ عارف ایمان نہیں لاتا تاکہ کافر نہ .بن جائے اور یہ بھی فرمایا لا تعرج او پر مت جا کیونکہ وہ ایک قدم ہے۔ ذکر ہوا کہ کسی نے حضرت حسین سے پوچھا کہ تو کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ کے مذہب سے۔ ذکر ہے کہ ایک دن حضرت حسین نے حضرت جنید کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت جنید نے فرمایا تو کون ہے۔ حضرت حسین نے فرمایا میں حق ھوں۔ ذکر ہے کہ ایک شخص نے حضرت کو کہا اے حسین .بن منصور تو پیغمبر ہونے کا دعوی کرتا ہے۔ حضرت حسین نے فرمایا کہ افسوس ہے۔ تجھ پر تو نے میری قدر کم کر دی میں تو خدائی کا دعوی کرتا ہوں۔ تو

پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے۔ (فوائد فریدیہ مترجم صفحہ ۷۶) امام خمینی اعلی اللہ مقامہ کے داماد فرماتے ہیں کہ امام خمینی علامہ اقبال سے گہری عقیدت رکھتے تھے (بیان ڈاکٹر محمود بروجردی داماد امام خمینی اخبار رضاکار جلد ۵۴ شمارہ نمبر ۴، ۲۴ تا ۳۱ جنوری ۱۹۹۰ء) چنانچہ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔ منصور حلاج کا رسالہ الطواسین جس کا ذکر ابن ندیم کی "فہرست" میں ہے۔ فرانس میں شائع ہوگیا ہے۔ مولف نے فرنچ زبان میں نہایت مفید حواشی اس پر لکھے ہیں آپ کی نظر سے گزرا ہوگا۔ حسین کے اصلی معتقدات پر اس رسالے سے بڑی روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے کے مسلمان منصور کی سزا دہی میں بالکل حق بجانب تھے (اقبال نامہ حصہ اول صفحہ ۵۴) دوسرے خط میں فرماتے ہیں۔ میں نے تو محی الدین اور منصور حلاج کے متعلق وہ الفاظ نہیں لکھے جو حضرت سنجانی اور جنید نے ان دونوں بزرگوں کے متعلق ارشاد فرمائے ہیں ہاں ان کے عقاید اور خیالات سے بیزاری ضرور ظاہر کی ہے (اقبال نامہ ج ۲ صفحہ ۵۵) مومنین کرام آپ اندازہ لگائیں ابن جوزی و ابن کثیر جیسے متعصب تو حلاج کے متعلق یہ اعتقاد رکھیں۔ لیکن اس کے برعکس مضمون نگار حلاج کی محبت و وکالت میں غرق ہوگئے۔

منصور حلاج جناب حسین بن روح (غیبت صغریٰ میں نائب خاص امام زمانہ مہدی علیہ السلام تھے) تو جن علماء نے حلاج کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا تھا ان میں سر فہرست جناب حسین بن روح کا فتویٰ تھا۔ جو کہ آپ نے امام زمانہ مہدی علیہ السلام کی توقیع مبارک کے آجانے کے بعد صادر فرمایا۔ چنانچہ علامہ طبرسی اپنی کتاب میں حلاج کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ امام زمانہ مہدی علیہ السلام نے جناب حسین بن روح کے ذریعے حسین ابن منصور حلاج پر لعنت و تبرا کیا ہے۔ اور علامہ شیخ طوسی اپنی کتاب الغیبۃ میں رقمطراز ہیں، کہ ملعون لوگوں میں سے ایک حسین ابن منصور حلاج ہے۔ لما اراد اللہ تعالیٰ ان یکشف امر الحلاج و یظہر فضیحۃ و یخزیہ۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے حلاج کے معاملے کو کشف کرنے اور اس کی ذلت و رسوائی کو ظاہر کرنے کا ارادہ کیا۔ تو جناب سہیل بن اسماعیل بن علی نوبختی کے دلائل کے سامنے عاجز ہوگیا اور اپنی جہالت کی وجہ سے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا تفصیل کے لئے دیکھیں (احتجاج طبرسی ج ۲ صفحہ ۴۷۴ و کتاب الغیبۃ

شیخ طوسی صفحہ ۳۳۳ برحاشیہ احتجاج طبرسی طبع ایران و سفینۃ البحار جلد ا صفحہ ۲۹۶ تا ۲۹۷ محدث قمی و عین الحیوۃ صفحہ ۳۳۴ تا ۳۳۵ علامہ مجلسی طبع جدید ایران)

علامہ شیخ صدوق اپنے اعتقادیہ باب فی نفی الغلو والتفویض میں فرماتے ہیں علامۃ الحلاجیۃ من الغلاۃ دعویٰ التجلی بالعبادۃ مع تدینھم۔ اور غالیوں میں سے فرقہ حلاجیہ کی پہچان یہ ہے۔ کہ وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے۔ کہ خداوند عالم عبادت کی وجہ سے بندوں میں ظہور کرتا ہے۔ بلکہ ہمہ نماز اور دیگر تمام واجبات شرعیہ کو ترک کرنا اس کا مذہب ہے ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ خدا کے اسم اعظم کو جانتے ہیں اس فرقہ کے لوگوں کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ خدا نے ان میں حلول کیا ہوا ہے۔ اور ان کا یہ زعم فاسد بھی ہے۔ کہ جب کوئی شخص مخلص ہو اور ان کے مذہب کی معرفت بھی پیدا کر لے تو وہ ان لوگوں کے نزدیک انبیاء سے بھی افضل ہوتا ہے۔ ان کے باطل دعووں میں سے ایک دعویٰ یہ بھی ہے کہ وہ علم کیمیا جانتے ہیں حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں جانتے ان کا کام صرف دھوکہ دینا (سونے اور چاندی کی شکل میں) پیتل اور قلعی سے مسلمانوں کو فریب دیتے ہیں اے خدا ہمیں "اللھم لا تجعلنا منھم والعنھم جمیعا" ان لوگوں میں شامل نہ کر اور ان تمام پر لعنت کر۔ (احسن الفوائد فی شرح العقائد شیخ صدوق صفحہ ۵۷۹ تا ۵۸۱) اور اس کی شرح میں علامہ شیخ مفید رقمطراز ہیں "و الحلاجیۃ ضرب من اصحاب التصوف وھم اصحاب الاباحۃ والقول بالحلول وکان الحلاج یتخصص باظہار التشیع وان کان ظاھر امرہ التصوف وھم قوم ملحدۃ و زنادقۃ یموھون بمظاھرۃ کل فرقۃ بدینھم ویدعون للحلاج الاباطیل ویجرون فی ذلک مجری المجوس" الخ یعنی حلاجیہ فرقہ یہ اہل تصوف میں سے ہے اور وہ اصحاب اباحۃ اور حلول کے قائل ہیں اور حلاج شیعیت کا اظہار کرتا تھا۔ اگرچہ ظاہری طور پر وہ صوفی ہے اور صوفیہ ملحد و زندیق قوم ہیں (اوائل المقالات صفحہ ۲۴۰ طبع جدید سفینۃ البحار ج ا صفحہ ۲۹۶)

علامہ محمد حسین آل کاشف الغطاء اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں علاوہ براین فرق مزبور نیز چنان اعتقادی را در بارہ امام علیہ اسلام ندارند۔ بلکہ اعتقاد و گمراہی آنہا در این خلاصہ میشود کہ میگویند امام خدا است و خداوند در وجود امام ظاہر شد یا با او متحد گردیدہ و یا دروی حلول کردہ است از بسیاری از متصوفہ مانند حلاج و گیلانی و رفاعی و بدوی و امثال آنہا نیز اینگونہ کلمات (و تعبیر خودشان شطحات) نقل شدہ است بلکہ ظاہر عبارات آنہا دال بر اینست کہ مقامی

مافوق مقام الوھیت (اگر مقامی بالاتر از آن پیدا شود برای خود قائل ھستند۔ شبیہ ابن سمنان باطل وبی اساس از قائلین بہ وحدت وجود یا وحدت موجود نیز نقل شدہ است ولی شیعہ امامیہ یعنی ھمانھائی کہ اکثریت مردم ایران و عراق و ملیونھا از مسلمانان پاکستان و ہند و صدہا ھزار از مردم سوریہ و افغانستان را تشکیل می دھند از اینگونہ افکار و عقاید بیزارند و آنرا از بدترین انواع کفر و گمراہی می شمارند (این است آئین ما صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۸ فارسی ترجمہ آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی صاحب تفسیر نمونہ) یعنی ان ملحد گروں کو فرقہ شیعہ سے کوئی واسطہ نہیں امامیہ شیعہ اور ان کے دینی پیشوا ان تمام مکاتب سے بے تعلق ہیں کیونکہ مذکورہ جماعتیں عیسائیوں کی طرح نہیں بلکہ ان سے بڑھ کر یہ عقیدہ رکھتی ہیں۔ کہ امام خود ذات باری ہے۔ خواہ یہ ظہور کی شکل میں ہو یا اتحاد و حلول کی صورت میں وغیرہ وغیرہ ان کے یہ غلط اذکار متصوفین کے عقائد و مسلمات سے کافی مشابہت رکھتے ہیں مشہور مشائخ طریقت جیسے حلاج و گیلانی، دفاعی اور بدوی وغیرھم کے اقوال سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ خود کو اس منزل پر فائز سمجھتے تھے۔ جو ان کی دانست میں ربوبیت سے بلند تر اور مقام الوھیت سے زیادہ اونچی تھی۔ وحدت الوجود کے قائل بھی کچھ اسی سے ملتے جلتے تصورات کے حامل ہیں مگر امامیہ شیعہ جو کروڑوں کی تعداد میں عراق، ایران ذیلی براعظم، شام، ہند پاکستان اور افغانستان میں آباد ہیں بحثیت شیعہ ان تمام خرافات سے بری نیز ان جملہ مزخرفات کو کفر و ضلالت شمار کرتے ہیں (اصل و اصول شیعہ مترجم ابن حسن نجفی صفحہ ۲۹، ۳۰ ناشر رضا کار بک ڈپو لاھور)

علامہ محمد بن اسحاق ابن ندیم لکھتے ہیں (حلاج) اپنے پیروؤں کے سامنے اپنی الوھیت کا دعوی کرتا اور حلول کا اظہار کرتا بادشاہوں کے سامنے خود کو شیعہ اور عامہ (اہل سنت) کے سامنے صوفی منش ظاہر کرتا تھا اور اس سلسلے میں لوگوں سے کہتا اللہ نے اس میں حلول کر لیا ہے۔ اور وہ عین خدا ہے الخ (الفہرست ابن ندیم مترجم صفحہ ۴۵۸ طبع لاھور)

علامہ مقدس اردبیلی اپنی کتاب میں حسین بن منصور حلاج کو ساحر (جادوگر) کافر گردانتے ہیں۔ دیکھیں (حدیقۃ الشیعہ صفحہ ۵۷۰، منہاج البراعۃ ج ۱۳ صفحہ ۳۸۹)

علامہ السید مرتضیٰ ابن السید حسین الداعی الموسوی الرازی اپنی کتاب میں صوفیوں کا رد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ فرقہ اول دعویٰ اتحاد کنند رئیس ایشان حسین بن منصور حلاج

است واو ساحری بود و در سحر مہارت تمام داشت الخ یعنی صوفیہ فرقہ میں سے جس نے سب سے پہلے دعویٰ حلول واتحاد کیا اس کا رئیس حسین بن منصور حلاج ہے اور وہ جادوگر تھے اور جادو میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ دیکھیں (تبصرۃ العوام فی بیان ملل السلام برحاشیہ کتاب معارف الملۃ الناجیۃ والنارية صفحہ ۱۵۰ علامہ ابو القاسم)

قارئین محترم آپ اندازہ لگائیں کہ مذکورہ بالا شخصیتیں جن میں امام زمانہ مہدی علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ کیا یہ کوتاہ نظر اور ظاہر بین لوگ ہیں؟ (نعوذ باللہ) جیسا کہ صاحب مضمون نگار نے حلاج کی وکالت میں لکھا اور انا الحق۔ ولیس فی جنبی سوی اللہ اور سبحانی ما اعظم شانی کی تاویلیں کرتے ہیں۔ سلمان رشدی ملعون گستاخ اپنے کلام کی تاویلیں کرتا ہے تو کیا اس کی تاویلیں صحیح مان کر اس کے مخالفین کے لئے ظاہر بین اور کوتاہ نظر جیسے الفاظ استعمال کئے جاسکتے ہیں؟ آخر کیوں۔ تو جو شخص گستاخ توحید ہے۔ پھر اس کی وکالت اور صفائی پیش کرنے کا مطلب کیا ھے؟ جبکہ مسئلہ توحید۔ مسئلہ نبوت سے زیادہ اہم ہے۔

کیمونسٹ (دہریے) مادہ کو قدیم سمجھتے ہیں۔ اور توحید کے قائل نہیں ہیں اور فلسفی توحید کے قائل ہونے کے باوجود عالم (کائنات) کو قدیم سمجھتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ کہتے ہیں علت و معلول کے درمیان زمانی فاصلہ نہیں ہے یعنی معلول کا مرتبہ علت کے بعد ہے لیکن اس کا بعد میں ہونا رتبہ کے لحاظ سے ہے۔ زمانہ کے لحاظ سے نہیں۔ اس کے لئے وہ چند مثالیں دیتے ہیں۔ (۱) ہاتھ سے چھڑی کا ہلانا یا ہاتھ سے قلم کے ذریعہ لکھنا یعنی ہاتھ علت ہے اور چھڑی معلول ہے۔ اب جب چھڑی حل رہی ھے تو علت و معلول دونوں مقارن ہیں اور ہاتھ پہلے ھے چھڑی اور قلم بعد میں یا وہ کہتے ہیں۔ کہ انسان آئینہ کے مقابل موجود ہو تو عکس آئینہ کے مقابل موجود ہو گا۔ یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ انسان آئینہ کے مقابل موجود ہو اور عکس موجود نہ ہو۔ اور اسی طرح عالم خدا تعالیٰ کا پرتو (عکس) ھے ملا صدرا کہتے ہیں۔ فاذاً جود الحق لا ینقطع کہ عالم کے سلسلے میں خداوند عالم کا فیض کبھی منقطع نہیں ہوتا (آئین زندگی صفحہ ۲۱۶ طبع ایران) اس کے لئے فلسفی یہ مثال دیتے ہیں کہ سورج کی روشنی دراصل آفتاب کا پرتو ہے۔ کیا سورج سے اس نور کی وابستگی کے لئے ایک مدت اور ایک زمانہ کا فاصلہ ضروری ہے؟ یعنی یہ کہنے کے لئے کہ نور آفتاب کا پرتو ہے کیا اس باب کی ضرورت ہے کہ ایک مدت تک سورج بغیر نور کے رہا ھو۔ پھر نور پیدا ھوا ھو؟ نہیں یہ ضروری نہیں جب

بھی سورج ھو گا نور بھی ہو گا۔ اگر ہم فرض کریں آفتاب ازل سے ہے تو نور بھی ازل سے موجود ھو گا۔ (آئین زندگی صفحہ ۲۰۰ طبع تہران) علامہ تنکابنی رقمطراز ہیں ملاصدریٰ عالم راحادث ذاتی وقدیم زمانی میداند۔ یعنی ملاصدرا عالم (کائنات) کو حادث ذاتی اور قدیم زمانی جانتے ہیں (قصص العلماء صفحہ ۵۴ سطر ۴، ۵ طبع ایران)

حالانکہ صحیح عقیدہ یہ ھے کہ عالم خارج میں موجود ھونے سے پہلے معدوم تھا۔ اور جو چیز مسبوق بالعدم ھو وہ حادث ھوتی ھے۔ فلسفیوں کے نزدیک خدا تعالےٰ اور عالم دونوں قدیم ہیں جو کہ باطل ھے۔ کیونکہ قدیم صرف اور صرف ذات خدا ھے۔ اور عالم خارج میں معدوم ہونے کے بعد وجود میں آیا جیسا کہ ارشاد قدرت ھے۔ ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام (پ ۸ الاعراف آیت ۵۴ پ ۱۱ یونس آیت ۳) یقیناً تمہارا پروردگار اللہ ھے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا

اللہ الذی خلق السموات والارض وما بینھما فی ستۃ ایام (پ ۲۱ السجدہ ۴)

اللہ تعالےٰ وہ ھے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ دونوں کے درمیان ھے چھ دنوں میں پیدا کیا۔ امام رضا علیہ السلام اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ایک پلک جھپکنے میں ان سب چیزوں کو پیدا کر سکتا تھا لیکن اس نے ان کی پیدائش میں چھ دن لگا دیئے تاکہ جو جو چیزیں وہ پیدا کرتا جائے وہ یکے بعد دیگرے فرشتوں پر ظاہر ہوتی جائیں اور وہ قدیم بالذات یکے بعد دیگرے جن چیزوں کو حادث کرے ان کے حدوث کا ثبوت ملتا جائے (عیون اخبار رضا ج ۱ صفحہ ۱۳۴، ۱۳۵ طبع جدید واحتجاج طبرسی ج ۲ صفحہ ۴۱۲ طبع جدید ایران)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ لم یزل اللہ جل وعز ربنا والعلم ذاتہ ولا معلوم فلما احدث الاشیاء وکان المعلوم وقع العلم منہ علی المعلوم والسمع علی المسموع والبصر علی المبصر والقدرۃ علی المقدور الخ ---- فرمایا ہمارا خدائے بزرگ و برتر ہمیشہ سے عین علم رہا حالانکہ ابھی معلوم موجود نہ تھا۔ اور عین سمع و بصر رہا حالانکہ نہ کسی آواز کی گونج بلند ہوئی تھی۔ اور نہ دکھائی دینے والی کوئی چیز تھی اور عین قدرت رہا حالانکہ قدرت کے اثرات کو قبول کرنے والی کوئی شے نہ تھی۔ پھر جب اس نے ان چیزوں کو پیدا کیا اور معلوم کا وجود ھوا تو اس کا علم معلومات پر پوری طرح منطبق ہوا خواہ وہ سنی جانے والی صدائیں ھوں یا دیکھی جانے والی چیزیں ھوں اور مقدور کے تعلق سے اس کی قدرت نمایاں ہوئی ----

(توحید شیخ صدوق باب ۱۱ حدیث ۱ صفحہ ۱۳۹ طبع جدید قم)
امام ابو جعفر ثانی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ فمعاذ اللہ ان یکون معہ شیٔ غیرہ بل کان اللہ تعالٰی ذکرہ ولا خلق۔ فرمایا کہ اس عقیدہ سے خدا کی پناہ کہ اللہ تعالٰی کے ساتھ ازل سے کوئی دوسری چیز موجود تھی۔ بلکہ ازل میں صرف اللہ تعالٰی کی ذات ہی موجود تھی اور کوئی مخلوق موجود نہ تھی (احتجاج طبرسی ج ۲ صفحہ ۴۴۲ طبع جدید مشہد)
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں عالم اذ لا معلوم و خالق اذ لا مخلوق و ربّ اذ لا مربوب الخ فرمایا وہ (خدا) عالم تھا جبکہ کوئی معلوم نہ تھا وہ خالق تھا جبکہ کوئی مخلوق نہ تھی اور وہ اس وقت بھی ربّ تھا۔ جب کہ مربوب نہ تھا۔۔۔۔۔ (اصول کافی کتاب التوحید جلد ۱ صفحہ ۱۹۲ طبع جدید ایران و مترجم ج ۱ صفحہ ۱۵۶ طبع کراچی)

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کان اللہ عزوجل ولا شئ غیرہ لم یزل عالما بما یکون فعلمہ بہ قبل کونہ کعلمہ بہ بعد کونہ۔ فرمایا اللہ عزوجل تھا اور کوئی شے اس کے ساتھ موجود نہیں تھی۔ وہ ہمیشہ سے عالم ہے۔ پس خلقِ عالم سے پہلے بھی اس کا علم اسی طرح سے تھا جیسا کہ اس کے پیدا کرنے کے بعد (اصول کافی ج۱ صفحہ ۱۴۴ باب صفات الذات حدیث ۲)

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں الذی لم یزل قائماً دائماً اذ لا سماء ذات ابراج و لا حجب ذات ارتاج و لا لیل داج ولا بحر ساج و لا جبل ذو اعوجاج و لا ارض ذات مهاد و لا خلق ذو اعتماد ذلک مبتدع الخلق و وارثہ۔ الخ فرمایا۔ وہ (خدا) اس وقت بھی دائم و برقرار تھا جبکہ نہ برجوں والا آسمان تھا نہ بلند دروازوں والے حجاب تھے۔ نہ اندھیری راتیں نہ ٹھہرا ہوا سمندر نہ لمبے چوڑے راستوں والے پہاڑ نہ آڑی ترچھی پہاڑی راہیں اور نہ یہ بچھے ہوئے فرشوں والی زمین نہ کس بل رکھنے والی مخلوق تھی وہی مخلوقات کا پیدا کرنے والا اور اس کا وارث ہے (نہج البلاغہ خطبہ ۸۸ صفحہ ۲۳۶ مترجم علامہ مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ) حضرت علی علیہ السلام مزید فرماتے ہیں۔

ان اللہ سبحانہ یعود بعد فناء الدنیا وحدہ لا شئ معہ کما کان قبل ابتدائھا الخ۔ فرمایا بلاشبہ اللہ سبحانہ دنیا کے مٹ مٹا جانے کے بعد ایک اکیلا ہوگا۔ کوئی چیز اس کے ساتھ نہ ہوگی جس طرح کہ دنیا کی ایجاد و آفرینش سے پہلے تھا (نہج البلاغہ خطبہ ۱۸۴ صفحہ ۴۷۴) بوجہ خوف طوالت بقیہ احادیث نقل نہیں کی جارہیں۔ تو اس طرح قرآن اور ناطق قرآن کے فرمان سے ثابت ھوا کہ عالم مسبوق بالعدم (جس سے قبل اس کا وجود نہ ھو) کے معنی میں حادث کے ہیں۔ نہ کہ حادث ذاتی کے معنی میں کیونکہ حدوث ذاتی معلول کے اپنی علت سے ذہن میں متاخر ہونے کا نام ہے۔ خارج میں یہ علت اور معلول دونوں مقارن (ملے ہوئے) ہوتے ہیں خارج میں حادث بحدوث ذاتی اپنی علت سے منفک (جدا) نہیں ہوسکتا۔ دوسرا سورج اور نور والی مثال بھی باطل ہے۔ کیونکہ آفتاب روشنی پھیلانے میں مضطر و مجبور ھے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فاعل موجب (مجبور و مضطر) نہیں بلکہ فاعل مختار و قادر مطلق ہے ان اللہ علی کل شئ قدیر۔ اور اس طرح یہ کہنا کہ خداوند عالم ازل سے ہے اور فاعلیت بھی اس کے ساتھ ساتھ ھے وہ اپنے فیض کو نہیں روکتا یہ بھی غلط ثابت ھوا اور خود فلاسفہ بھی انقطاع فیض کے قائل ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے صرف ایک چیز یعنی عقل اوّل کے علاوہ کوئی

چیز صادر نہیں ہو سکتی لہذا بنا بر مذہب فلاسفہ اللہ تعالٰی نے جب عقل اول کو پیدا کر دیا تو اب اس کا فیض منقطع ہو گیا کیونکہ اب وہ بلا واسطہ عقل اول کچھ نہیں کر سکتا نیز وہ قائل ہیں کہ فلک الافلاک کے پیچھے نہ خلا ہے نہ ملا حالانکہ ان کا یہ نظریہ ارتفاع نقیضین کا حکم رکھتا ہے۔ لہذا وہ عقول عشرہ اور افلاک کے علاوہ فیض الٰہی کو منقطع بلکہ ممتنع سمجھتے ہیں اور وہ اس قسم کے انقطاع اور امتناع کو تسلیم کر لیتے ہیں ان کی کوئی پروا نہیں کرتے تو پھر وہ ازل میں فیض کے منقطع ہونے کو کیوں بعید قرار دیتے اور اس سے کیوں انکار کرتے ہیں؟ تو اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالٰی قدیم و قادر و مختار ہے۔ اور عالم حادث بالذات اور حادث بالزمان ہے نہ کہ حادث بالذات و قدیم بالزمان۔

چنانچہ علامہ طبرسی نوری اعلی اللہ مقامہ فرماتے ہیں قول بآنکہ عالم حادث بالذات و قدیم بالزمانست کفر صریح و شرک و الحادست (کفایۃ الموحدین جلد ا صفحہ ۳۰۵ سطر ۲۴ طبع جدید ایران) اور سرکار علامہ حلی اعلی اللہ مقامہ فرماتے ہیں۔ من اعتقد قدم العالم فھو کافر الخ یعنی جو شخص عالم کے قدیم ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے۔ وہ کافر ہے (اجوبۃ المسائل المھنائیۃ صفحہ ۸۸ مسئلہ نمبر ۱۳۸ طبع قم)

معاد جسمانی کا انکار

مُلا صدرا معاد جسمانی کے منکر تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس سلسلہ میں فصل کا عنوان ہی "فی ان المعدوم لایعاد" رکھا ہے۔ معدوم کا اعادہ ناممکن ہے۔ یعنی جو چیز نیست ہو گی پھر بجنسہ وہی شئے ہست نہیں ہو سکتی دیکھیں (اسفار اربعہ جلد ا صفحہ ۳۵۳ فصل ۸ طبع جدید)

علامہ سرکار آقائے السید ابو القاسم قمی اعلی اللہ مقامہ فرماتے ہیں در مجالس شہید رابع مُلا تقی فرمود کہ باشیخ احمد مرا روی داوہ ثابت شد کہ اعتقاد او چون اعتقاد مُلا صدرا بود و اعتقاد بمعاد جسمانی ندارد۔ یعنی شہید رابع آیت اللہ العظمٰی مُلا تقی اعلی اللہ مقامہ اپنی کتاب مجالس المتقین میں فرماتے ہیں کہ میرا شیخ احمد احسائی سے مباحثہ ہوا تھا کہ اس کے عقائد مُلا صدرا کے عقائد جیسے تھے اور وہ معاد جسمانی کا معتقد نہیں تھا (معارف الملت الناجیہ و الناریہ صفحہ ۶۳ و مجالس المتقین صفحہ ۸۳ طبع تبریز) اور یہ عقیدہ معاد جسمانی کے انکار کو مستلزم ہے۔

حالانکہ علامہ آقائے الشیخ محمد رضا مظفر فرماتے ہیں (ہمارا عقیدہ معاد جسمانی کے متعلق) اور بعد اس کے پس خصوصیت کے ساتھ معاد جسمانی (اجسام کا دوبارہ لوٹ آنا) بدیہیات دین اسلام میں سے ہے۔ ایک بدیہی اور ضروری امر ہے اس پر صراحۃ قرآن کریم کی یہ آیات دلالت کرتی ہیں۔

(۱) ایحسب الانسان الن نجمع عظامہ بلیٰ قادرین علیٰ ان نسویٰ بنانہ۔ کیا انسان گمان کرتا ہے کہ ہم کبھی بھی اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کر سکیں گے؟ ہاں ہم اس کے پورے (جسم) کے درست کرنے پر قادر ہیں (س قیامت آیت ۳، ۴)

(۲) وان تعجب فعجب قولھم ئذا کنا ترابا ء انا لفی خلق جدید اولٰئک الذین کفروا (س رعد آیت ۵) اور اگر آپ کو (محمدؐ) تعجب ہے تو ان کا قول عجیب کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو ہم نئے سرے سے خلق ہوں گے

(۳) افعیینا بالخلق الاول بل ہم فی لبس من خلق جدید (س ق آیت ۱۵) تو کیا ہم پہلی دفعہ خلق کرنے سے عاجز تھے بلکہ وہ نئی خلقت سے اشتباہ میں ہیں۔

اور معاد جسمانی اجمالی طور پر نہیں ہے مگر انسان کا بعث و نشور کے دن اپنے بدن کے ساتھ ساتھ اس کے خراب ہو جانے کے بعد لوٹ آنا اور اس کو پہلی ہیئت و حالت کی طرف پلٹانا بعد اس کے کہ وہ بوسیدہ ہو چکا ہے اور معاد جسمانی کے متعلق اس بساطت اور اجمال سے زیادہ کہ جس بساطت کی ندا قرآن نے دی ہے۔ اور معاد کے جو چیزیں تابع ہیں جیسے حساب صراط میزان جنت و نار ثواب و عقاب ھیں ان کا بھی ان تفصیلات کے ساتھ جو مقدار قرآن میں آئی ہے۔ اس سے زیادہ تفصیلات کے ساتھ عقیدہ رکھنا واجب نہیں (عقائد امامیہ صفحہ ۵۵، ۵۶ مترجم علامہ صفدر حسین نجفی اعلی اللہ مقامہ)

آیت اللہ محمد حسین آل کاشف الغطا اعلی اللہ مقامہ فرماتے ہیں۔ معاد کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص بذات خود بعینہ اپنے جسم و روح کے ساتھ میدان حشر میں اس طرح حاضر ہو گا کہ پہچاننے والا دیکھ کر کہہ دے ہاں یہ فلاں آدمی ہے (مترجم اصل و اصول الشیعہ صفحہ ۸۳)

اور سرکار آیت اللہ العظمیٰ باقر مجلسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ خداوند عالم بروز قیامت تمام لوگوں کو محشور فرمائے گا اور ان کی روحوں کو ان کے اصلی بدنوں میں داخل فرمائے گا اس حقیقت کا انکار کرنا یا اس کی ایسی تاویل کرنا جو اس کے

ظاہری مفہوم کے انکار کی موجب ہو جیسا کہ بعض ملحدین سے سنا جاتا ہے بالاجماع کفر و الحاد ہے۔ قرآن کا اکثر و بیشتر حصہ قیامت کے اثبات اور اس کے منکرین کا کفر بیان کرنے کے متعلق وارد ہے حکماء و فلاسفہ اس سلسلہ میں جو شبہات پیش کیا کرتے ہیں کہ معدوم کا اعادہ محال ہے یا اس سلسلہ کی آیات و روایات کی صرف معاد روحانی کے ساتھ تاویل کرتے ہیں تم ان کی طرف توجہ ہی نہ کرو دیکھیں (اعتقادات الامامیہ ترجمہ رسالہ لیلیہ صفحہ ۵۹، ۶۰ طبع اول مترجم آیت اللہ العظمیٰ محمد حسین نجفی ڈھکو مدظلہ العالی) تو اس طرح ملا صدرا کا عقیدہ کہ معدوم کا اعادہ محال ہے باطل ثابت ہوا۔

وحدۃ الوجود

ملا صدرا وحدۃ الوجود کے قائل تھے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ اعلم ان واجب الوجود بسیط الحقیقہ غایۃ البساطہ وکل بسیط الحقیقہ کذلک فھو کل الاشیاء فواجب الوجود کل الاشیاء لا یخرج عنہ شیٔ من الاشیاء (اسفار اربعہ جلد۱ صفحہ ۲۰۲ فصل ۱۰۵ چاپ قدیم و جلد ۲ صفحہ ۳۶۸ چاپ جدید) معلوم ہونا چاہیے کہ واجب الوجود (اللہ تعالیٰ) کی حقیقت بالکل بسیط ہے۔ ایسی بسیط کہ بساطت کا کوئی مرتبہ اس کے اوپر نہیں ہے اور جس کی حقیقت ایسی بسیط ہو وہی تمام اشیاء کا کل ہے۔ اور وہی سب کچھ ہے۔ اس سے باہر کوئی چیز نہیں ہو سکتی (اسفار مترجم ج۲ صفحہ ۱۰۱۲) ملا صدرا کا رد دیکھیں (مستدرک الوسائل ج۳ صفحہ ۴۲۲) محدث نوری و سفینۃ البحار ج۱ صفحہ ۳۱۱ محدث قمی و تاریخ فلسفہ و تصوف صفحہ ۴۲ تا ۴۵ و کفایۃ الموحدین ج۱ صفحہ ۲۰۵ طبع جدید)

عقائد ابن عربی

محی الدین ابن عربی وحدۃ الوجود کے موسس و موجد تھے چنانچہ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں

ومن اسمائہ الحسنیٰ علیٰ من وما ثم الا ھو فھو العلی لذاتہ او عن ماذا وما ھو الا ھو فعلوہ لنفسہ فھو من حیث الوجود عین الموجودات۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے "علی" بھی

ایک اسم ہے جس کا لفظی معنی بلند و بالا ہے پھر وہ کس چیز پر بلند ہے؟ کیا اس کے علاوہ بھی کوئی موجود ہے؟ آیا وہ بذات خود بلند ہے یا وہ کسی کے بالمقابل بلند ہے؟ چونکہ اس کے علاوہ کوئی چیز موجود نہیں اس لئے وہ بذات خود بلند ہے۔ اس لئے ساری موجودات دراصل اللہ ہیں (فصوص الحکم فص ادریسیہ صفحہ ۷۷) وھی انہ عین الاشیاء یعنی اللہ تعالٰی عین اشیاء ہے (فصوص الحکم فص ھودیہ صفحہ ۱۵۸ طبع مصر) انہ عین الاشیاء محدودۃ ان اختلفت حدودھا فھو محدود بحدی کل ذی حد فما یحد شیٔ الا ھو حد للحق فھو الساری فی مسی المخلوقات و المبدعات۔ یعنی حق تعالٰی عین اشیاء ہے اور اشیاء تو محدود ہیں اگرچہ ان کے حدود مختلف ہیں پس اللہ تعالٰی ہی ہر حد سے محدود ہے جس شے کی تحدید کرو وہ حق تعالٰی ہی کی تحدید ہے وہ مسائے مخلوقات و ذوات مبدعات و ممکنات میں ساری ہے (فصوص الحکم فص ھودیہ صفحہ ۱۶۰)

اذا شاء الالہ یرید رزقاً لہ فالکون اجمعہ غذاء

جو شے کھائی جاتی ہے فنا ہو جاتی ہے۔ چھپ جاتی ھے جب فنائیت آتی ہے تو ساری دنیا اس (اللہ تعالٰی) میں چھپ جاتی ہے گویا اس کی غذا ہو جاتی ہے اور گویا وہ (اللہ تعالٰی) سب کو کھا گیا نگل گیا ممکنات کا ظہور ہوتا ہے تو امداد وجود ہم میں مخفی و پوشیدہ ہو جاتی ہے مراتب داخلی میں جو قبل کن ہیں ہم خدا تعالٰی میں تھے اور مراتب خارجی میں بعد کن ہیں خدا ہم میں ہے،

پہلے ہم تھے وحدت میں اب تو ہم میں وحدت ہے (حسرت صدیقی)

وان شاء الالہ یرید رزقاً لنا فھو الغذاء کما یشاء

غرضیکہ اگر حق تعالٰی ہم کو رزق دینا پیدا کرنا چاہتا ہے تو وہ ہماری خواہش کے موافق وہ خود ہمارا رزق و قوت ہو جاتا ہے۔ (فصوص الحکم فص لقمانیہ صفحہ ۲۳۷ مع شرح قاشانی طبع اول مصر و مترجم صفحہ ۳۷۵ مترجم عبد القدیر صدیقی طبع لاہور)

فھو الکون کلہ وھو الواحد الذی۔ یعنی تمام وجود وہی (اللہ) ہے اور وہ ایک ہی ہے۔

قام کونی بکونہ ولذا قلت یغتذی۔ یعنی جس کے وجود سے میرا وجود قائم ہے اسی لئے میں نے کہا وہ (اللہ) سب کو غذا بناتا اور ان کو ھضم کر لیتا ہے۔

فوجودی غذاوہ وبہ نحن نغتذی۔ یعنی میرا وجود اس کی غذا ہے اور اس باب میں ہم بھی

اس کی اقتدا کرتے ہیں۔ یعنی جب ہم اپنے آپ پر نظر کرتے ہیں تو وہ ہم میں چھپا رہتا ہے۔
فیہ منہ ان نظرت بوجہ تعوذی۔ یعنی جب اس (حق تعالٰی) کو دیکھتا ہوں تو وہ ایک طرح سے میری پناہ ہے (فصوص الحکم فص ہودیہ صفحہ ۱۶۱ طبع مصر و مترجم صفحہ ۱۷۷ طبع لاہور)
عین ذلک الشئی۔ یعنی وہ (اللہ تعالٰی) عین اشیا ہے (فصوص الحکم فص لقمانیہ صفحہ ۲۹۰ طبع مصر)
فعالم صورتہ و ھو روح العالم المدبر لہ۔ یعنی پس عالم (کائنات) حق تعالٰی کی صورت ہے اور وہ کائنات کی روح اور اس کا مدبر ہے (فصوص الحکم فص ھودیہ صفحہ ۱۶۰)

اللہ تعالٰی کا قدم جہنم میں:

ابن عربی فرماتے ہیں: قدم رحمٰن (حق تعالٰی) دوزخ میں رکھے جائیں گے اور دوزخ قط قط کرے گی (بحوالہ فصوص الحکم مترجم صدیقی صفحہ ۱۲۴ سطر ۱۳)

جبریہ عقیدہ

ابن عربی جبر کے قائل تھے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں
من اراد ان یعرف حقیقۃ ما او مات الیہ
فی ھذہ المسئلۃ فلینظر فی خیال الستارۃ و صورہ و من الناطق فی تلک الصور عند الصبیان الصغار الذین بعدوا عن حجاب الستارۃ المضروبۃ بینھم و بین الاعب بتلک الشئی و الناطق فیھا فالامر کذلک فی صور العالم والناس اکثرھم اولئک الصغار الذین فرضناھم فتعرف من این اتی علیھم فالصغار فی ذلک المجلس یفرحون و یطربون والغافلون یتخذونہ لھواً ولعباً والعلماء یعتبر دن و یعلمون ان اللہ ما نصب ھذا الا مثلاً ولذلک۔۔۔۔۔۔۔
یعنی جیسے کہ پتلیوں کے تماشے میں جب پتلیاں ہلتی بولتی نظر آتی ہیں تو نا سمجھ بچے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہلنا اور بولنا خود پتلیوں کا عمل ہے۔ اسی لئے وہ اس تماشے میں مگن رہتے ہیں اور ان حرکتوں اور آوازوں سے محظوظ ہوتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے دانا اور عاقل لوگ بخوبی بوجھ لیتے ہیں کہ یہ تو بس ایک کھیل ہے اور پتلیاں محض آلات اگرچہ غافل اور

بے خبر لوگ ان بچوں کی طرح انسانوں کو فاعل اور محرک سمجھتے ہیں لیکن حق تعالیٰ کا علم رکھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ فی الواقع تو فاعل اور محرک خداوند تعالیٰ ہی ہے۔ اور خلق کی حیثیت اس کے فعل کے آلات کی سی ہے اس کے علاوہ جاننے والے یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے یہ تماشا اس لئے ترتیب دیا ہے کہ لوگ اس نکتے کی طرف متوجہ ہو جائیں کہ یہ عالم خدا کے ساتھ وہ نسبت رکھتا ہے۔ جو پتلیوں کی حرکت اپنے محرک کے ساتھ (فتوحات مکیہ جلد ۳ باب ۳۱۷ صفحہ ۶۸ طبع مصر محی الدین ابن عربی حیات و آثار مترجم صفحہ ۳۹۵،۳۹۶)

چنانچہ

محمود شبستری گلشن راز میں فرماتے ہیں

ہر آنکس را کہ مذہب غیر جبر است نبی گفتا کہ او مانند گبر است (بحوالہ روضات الجنات ج ۸ صفحہ ۵۶ طبع جدید ایران) ابن عربی لکھتے ہیں۔

انہ فی الشئ المسمّٰی بکذا المحدود بکذا عین ذلک الشئ حتی لا یقال فیہ الا ما یدل علیہ اسمہ بالتواطو و الاصطلاح فیقال ھذا سماء و ارض و صخرۃ و شجرۃ و حیوان و ملک و رزق و طعام والعین واحدۃ من کل شئ و فیہ (فصوص الحکم فص لقمانیہ مع شرح قاشانی صفحہ ۲۹۰) تحقیق حق تعالیٰ ہر شے میں خواہ وہ شے کسی اسم کیساتھ موسوم ہو اور کسی حد کیساتھ محدود ہو۔ اس شے کا عین ہے۔ یعنی یہ اللہ تعالٰی کا کمال لطف ہے کہ ہر شے کو اپنا وجود عطا کر دیا ہے۔ اور کوئی شے اس کے وجود سے خالی نہیں سیاہی کا کمال لطف ہے کہ جملہ حروف کو اپنا وجود عطا کر دیا ہے۔ سیاہی ہر حرف کی عین ہے خواہ اس حرف کا کوئی نام ہو یا اس حرف کی کوئی تعریف ہو مراد یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کا لطف ہر شے پر ہے۔ کوئی شے اس کے وجود سے خالی نہیں اور اس کا لطف یہاں تک ہے۔ کہ ہر شے اس اسم کے ساتھ پکاری جاتی ہے۔ جو موافق اتفاق اہل لغت و اہل اصطلاح اس کے اوپر دلالت کرتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے ممکنات عالم پر احسان کیا ہے کہ اپنا نام تو گم کر دیا ہے۔ اور ان کا نام ظاہر کر دیا ہے۔ اب کہا جاتا ہے۔ یہ آسمان ہے اور یہ زمین ہے اور یہ پتھر ہے۔ اور یہ درخت ہے اور یہ حیوان ہے اور یہ فرشتہ ہے اور یہ رزق ہے اور یہ طعام ہے حالانکہ ہر شے کی ذات ایک ہے اور ہر شے میں ایک ہی ذات ہے (اسرار القدم من فصوص الحکم صفحہ ۲۹۳ مترجم و شارح عطا محمد)

ابن عربی مزید کہتے ہیں:

فانت عبد و انت ربّ ۔لمن لہ فیہ انت عبد

اے عارف پس تو ہی عبد ہے۔ اور تو ہی ربّ ہے۔ اس شخص کے واسطے جس میں تو عبد ہے مرادیہ ہے کہ انسان کامل کی حقیقت ربوبیت و عبدیت کی جامع ہے۔ایک ہی ذات ہے جس کی دوشانیں ہیں ایک شان کا نام ربوبیت ہے دوسری کا نام عبدیت ہے۔

وانت ربّ و انت عبد ۔لمن لہ فی الخطاب عھد

اور تو ہی ربّ ہے۔ اور تو ہی عبد ہے واسطے اس ذات کے جس کے ساتھ ازل میں تو نے اقرار کیا تھا۔ اور وہ اقرار یہ ہے۔ الست بربکم قالوا بلیٰ شھدنا۔ مرادیہ ہے کہ وہ ہی ذات جس کے ساتھ ازل میں تو نے عہد کیا تھا اب تنزل فرما کر تیری حقیقت میں متجلی ہے۔ ربّ تعالٰی نے ازل میں ارواح سے اقرار لیا۔ الست بربکم آیا نہ ہمہ منم۔ کیا میں سب کچھ نہیں ہوں؟ ارواح نے اقرار کیا قالوا بلی شھدنا۔ ہاں بے شک۔۔۔۔ سب کچھ تو ہے۔

فلا تنظر الی الحق۔و تعریہ عن الخلق

پس تو حق تعالٰی کی طرف مت نظر کر جس حال میں تو حق تعالٰی کو خلق سے جدا جانتا ہے یعنی حق کو خلق سے جدا مت جان بلکہ اللہ تعالٰی ہی تنزل فرما کر خلق کی صورت پر جلوہ نما ہے۔

ولا تنظر الی الخلق۔و تکسوہ سوی الحق

اور تو خلق کی طرف نظر نہ کر جس حال میں تو خلق کو غیر حق کا لباس پہناتا ہے۔ یعنی خلق کو غیر حق نہ جان بلکہ خلق کو عین حق جان۔ (اسرار القدم من فصوص الحکم فص اسماعیلیہ صفحہ ۱۴۱ عربی و ترجمہ صفحہ ۱۵۰، ۱۵۵) مزید کہتے ہیں۔

قد تخللت مسلک الروح منی۔و بذا سمی الخلیل خلیلاً

تحقیق تو درمیان آیا اور میری روح کی جگہ تو نے سرایت کی اور اسی سبب سے ابراھیم خلیل اللہ کا نام خلیل رکھا گیا۔

کما یتخلل اللون المتلون فیکون العرض بحیث جوہرہ ماھو کالمکان و المتمکن او لتخلل الحق وجود صورۃ ابراھیم الخ سرایت کرنے کی دوسری مثال یہ ہے کہ رنگ کسی رنگین چیز میں سرایت کر جائے اور عرض بحیثیت جوہر کے ہو جائے۔۔۔۔ حضرت ابراھیم کا تخلل حق تعالی کی ذات میں مثل مکین اور مکان کے نہیں ہے۔ مکین اور مکان دو علیحدہ وجود ہیں

بلکہ یہ سرایت کرنا ایسا ہے۔ جیسا سیاہی کا سرایت کرنا بیچ حروف کے ہے۔ ابراہیم خلیل اللہ کا نام خلیل رکھنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا وجود صورت ابراہیم علیہ السلام میں تخلل ہے۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام کی صورت پر حق تعالیٰ کا ظہور ہے الخ (اسرار القدم من فصوص الحکم فص ابراہیمیہ عربی صفحہ ۱۰۱ ترجمہ صفحہ ۱۰۵)

لا آدم فی الکون و لا ابلیس　　　لا ملک سلیمان و لا بلقیس
فالکل عبارۃ وانت المعنی　　　یا من ھو بالقلوب مقناطیس

نہ دنیا میں آدم کا وجود ہے نہ ابلیس کا نہ کوئی ملک سلیمان ہے نہ بلقیس یہ تمام الفاظ ہیں جن کا معنی تو ہے اے محبوب حقیقی اور تو ہی عاشقوں کے قلوب کے لئے مقناطیس ہے۔ (بحوالہ وحدت الوجود و وحدت الشہود صفحہ ۱۴۸)

"فسبحان من اظہر الاشیاء وھو عینھا" یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اشیا کو ظاہر کیا (بنایا) اور وہ ان اشیا کا عین ہے "فما نظرت عینی الی غیر وجھہ　　وما سمعت اذنی خلاف کلامہ" یعنی میری آنکھ نے اس کے چہرے کے سوا کچھ نہیں دیکھا میرے کان نے اس کے کلام کے سوا کچھ نہیں سنا "فکل وجود کان فیہ وجودہ　　وکل شخیص لم یزل فی منامہ" پس ہر چیز کا وجود اسی میں ہے۔ اور ہر شخص ہمیشہ اسی کی آرام گاہ میں ٹھکانہ کرتا ہے۔ (فتوحات مکیہ ج ۲ صفحہ ۴۵۹ سطر ۲۸ تا ۳۰ طبع بیروت) ابن عربی محی الدین مزید لکھتے ہیں کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں ڈر گیا کہ تو نے بنی اسرائیل کے درمیان اختلاف پیدا کر دیا اور تو مجھے ان کے اختلاف کا باعث سمجھے گا حالانکہ بچھڑے کی عبادت نے ان میں اختلاف کو جنم دیا تو ان میں سے کچھ لوگ وہ تھے جو سامری کی اتباع کرتے ہوئے بچھڑے کی عبادت کر رہے تھے اور کچھ لوگ وہ تھے جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آنے تک بچھڑے کی عبادت سے کنارہ کیا جب وہ آئے گا تو اس سے دریافت کریں گے ہارونؑ نے خطرہ محسوس کیا کہ کہیں باہمی اختلاف کو اس کی طرف منسوب کر دیا جائے "وکان موسیٰ اعلم بالامر من ہارون لانہ علم ما عبدہ اصحاب العجل لعلمہ بان اللہ قد قضی ان لا یعبد الا ایاہ وما حکم اللہ بشئی الا وقع فکان عتب موسیٰ اخاہ ھرون لما وقع الامر فی انکارہ وعدم اتساعہ فان العارف من یری الحق فی کل شئی بل یراہ عین کل شئی الخ" اور موسیٰؑ ہارونؑ سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ موسیٰؑ خوب جانتے تھے کہ بچھڑے کی عبادت کرنے والوں نے اللہ کی تقدیر کے

مطابق اس کی عبادت کی ہے۔ اور اللہ جس بات کا فیصلہ کر دیتا ہے۔ وہ واقع ہو کر رہتی ہے۔ پس موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بھائی پر ناراض ہونا اس لئے تھا۔ کہ اس نے انکار کیوں کیا۔ اور موافقت کیوں نہ کی اس لئے کہ عارف تو ہر چیز میں خدا کو دیکھتا ہے۔ بلکہ ہر چیز عین خدا ہے۔ (فصوص الحکم فص حکمت امامیہ بکلمہ ہارونیہ صفحہ ۲۹۵ طبع مصر)

حلول و اتحاد اور وحدت الوجود کا رد:۔

حالانکہ دلیل عقلی کے ذریعہ حلول کا ابطال اس طرح کیا جاسکتا ہے۔ کہ اگر حلول سے ان کی مراد حلول کا عرف خاص والا معنی ہو کہ جسے وہ اختصاص ناعتی سے تعبیر کرتے ہیں اور اس سے حلول کنندہ کا محتاج محل ہونا لازم آتا ہے۔ تو اس کا معنی ہے کسی چیز کا احتیاج اور افتقار کے طریقہ پر دوسری چیزوں میں داخل ہو جانا اور اس کا بطلان ظاہر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بالذات مستغنی ہے۔ اور وہ اپنے وجود میں کسی چیز کی طرف محتاج نہیں ہو سکتا۔ اور اگر حلول سے عرف عام والا معنی مراد لیں۔ یعنی کسی چیز کا دوسری چیز میں کسی طریقہ سے داخل ہونا۔ اگرچہ کہ احتیاج و افتقار کے طور پر نہ ہو تو یہ معنی بھی باطل ہے کیونکہ اللہ تعالٰے مکانی نہیں وہ لامکان ہے اور وہ کسی جہت میں متحقق اور موجود نہیں ہو سکتا لہذا وہ کسی جسم میں کس طرح حلول کر سکتا ہے۔ اور یہ کہ حلول میں حال کے لئے جوہر یا عرض ہونا ضروری ہے۔ اور اللہ تعالٰے نہ جوہر ہے اور نہ عرض ہے۔ (جوہر سے مراد وہ ممکن الوجود (جسم) ہے جو اپنے وجود میں موضوع کا محتاج نہ ہو یعنی جو خود بخود قائم ہو اور عرض سے مراد وہ ممکن الوجود ہے جو اپنے وجود میں کسی موضوع کا محتاج ہو۔ یعنی جو قائم بالغیر ہو جیسے رنگ و بو وغیرہ) جیسا کہ جناب عبدالعظیم والی حدیث میں ہے کہ "و انہ لیس بجسم و لا صورۃ و لا عرض و لا جوہر بل ھو مجسم الاجسام و مصور الصور و خالق الاعراض و الجواھر الخ" اور نہ ہی وہ (خدا) جسم و صورت رکھتا ہے اور نہ ہی جوہر و عرض ہے۔ بلکہ وہ جسموں کو جسم بنانے والا صورتوں کو صورت عطا کرنے والا اور اعراض و جواہر کا خالق ہے۔ (توحید شیخ صدوق صفحہ ۸۱ حدیث ۳۷ طبع قم و عماد الاسلام ج ۱ صفحہ ۱۰ اصول الشریعہ صفحہ ۴۳، ۴۷ طبع ثالث) اور یہ کہ جوہر اپنے کمال میں عرض کا اور عرض اپنے وجود میں جوہر کا محتاج ھوتا ہے۔

ڈاکٹر محسن جہانگیری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ امام عبدالوہاب شعرانی صوفی نے

ابن عربی کے وحدت الوجودی ہونے کی نفی کی ہے اور ان کی کئی ایسی باتوں کی ایسی تعبیر کی ہے جو وحدت الشہود کے موافق و مطابق ہے۔ کیونکہ ان کے اپنے خیالات کے مطابق وحدۃ الوجود کا نظریہ یا عقیدہ سراسر کفر و الحاد اور دین مبین اسلام کے خلاف تھا (الیواقیت والجواہر ج۱ صفحہ ۱۳ و ابن عربی حیات و آثار مترجم صفحہ ۵۲۵)

اور اتحاد فی نفسہ محال ہے۔ کیونکہ دو چیزوں کے اتحاد کے بعد تین حالتوں میں سے کوئی ایک حالت رہے گی۔

(۱) اتحاد کے بعد یا دو چیزیں باقی ہیں یا دونوں فنا ہو گئیں اور تیسری نئی چیز وجود میں آ گئی۔ یا ایک باقی ہے اور ایک فنا ہو گی۔ ان صورتوں میں اتحاد نہیں ہے۔ کیونکہ پہلی صورت میں جب دونوں موجود ہیں تو وہ ایک نہیں بلکہ دو ہی ہیں۔ اس کا نام اتحاد نہیں ہے۔ اور دوسری صورت میں چونکہ دونوں معدوم و فنا ہو گئی ہیں اور تیسری صورت میں ایک شئے معدوم ہو گی تو موجود و معدوم میں کوئی اتحاد نہیں ہوتا۔ پس ثابت ہوا اتحاد فی نفسہ باطل و محال ہے۔ دلائل عقلی کے علاوہ بہت سی احادیث متواترہ اس کے بطلان پر دال ہیں جن میں سے چند ایک درج کی جاتی ہیں۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں "ان اللہ خلو من خلقہ و خلقہ خلو منہ و کل ما وقع علیہ اسم شئی ما خلق اللہ تعالیٰ فھو مخلوق واللہ خالق کل شئی۔" اللہ تعالٰی اپنی مخلوق سے الگ ہے۔ اور مخلوق اس سے جدا ہے۔ اور جس پر لفظ شے بولا جائے وہ اللہ کے سوا ہے۔ اور اس کی مخلوق ہے۔ وہ ہر شے کا خالق ہے (اصول کافی ج۱ صفحہ ۱۱۰ طبع جدید ایران و مترجم ج۱ صفحہ ۹۰)

حضرت امیر المومنین امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ "الحمد للہ الواحد الاحد الصمد المتفرد الذی لا من شئی کان ولا من شئی خلق ما کان قدرۃً بان بھا من الاشیاء و بانت الاشیاء منہ فلیست لہ الخ" حمد ہے اس خدا کی جو واحد و یگانہ اور بے نیاز اور تنہا ہے۔ وہ نہ کسی چیز سے بنا ہے۔ اور نہ کسی مادہ سے خلق ہوا ہے وہ قدرت محض ہے وہ اشیاء سے الگ ذات ہے۔ اور اشیا اس سے الگ ہیں۔ (اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۱۸۲ و مترجم ج۱ صفحہ ۱۴۹ و توحید صدوق صفحہ ۴۱ حدیث ۳ طبع قم) مذکورہ احادیث سے بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالٰی اور اس کی مخلوقات باہم افتراق اور مباینت کلی رکھتے ہیں۔ تو اس طرح حلول و اتحاد اور وحدت الوجود کا عقیدہ باطل ثابت ہوا۔

فرعون مومن تھا (نعوذ باللہ)

ابن عربی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں "وکان قرۃ عین لفرعون بالایمان الذی اعطاہ اللہ عند الغرق فقبضہ طاہرا مطہرا لیس فیہ شئی من الخبث لانہ قبضہ عند ایمانہ قبل ان یکتسب شیئا من الاثام، و الاسلام یجب ما قبلہ الخ" اور فرعون کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بسبب ایمان کے تھی جو ایمان اللہ تعالیٰ نے اسے غرق ہونے کے وقت عطا فرمایا تھا پس اللہ تعالیٰ نے اس کی روح اس حال میں قبض کی کہ وہ طاہر و مطہر تھا۔ اور کچھ بھی خبث اس میں باقی نہیں تھا اس لئے اس کی روح خدا نے ایمان کی حالت میں قبض کی جبکہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ اور اسلام پہلے گناہوں کو محو کر دیتا ہے۔ (فصوص الحکم فص موسویہ صفحہ ۳۰۹ مع شرح کاشانی طبع ثانی و اسرار القدم صفحہ ۵۲۳)

حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "یقدم قومہ یوم القیمتہ فاوردھم النار و بئس الورد المورود و اتبعوا فی ھذہ لعنتہ و یوم القیمۃ بئس الرفد المرفود (س ہود پ ۱۲ آیت ۹۸، ۹۹) (فرعون) اپنی قوم کے آگے ہو گا قیامت کے دن تو انہیں دوزخ میں لا اتارے گا اور وہ کیا ہی برا گھاٹ اترنے کا اور ان کے پیچھے پڑی اور جہان میں لعنت اور قیامت کے دن کیا ہی برا انعام جو انہیں ملا (ترجمہ احمد رضا خان بریلوی صفحہ ۳۳۶، ۳۳۷ حمائل)؟ تو جب وہ دنیا میں کفر و ضلال میں اپنی قوم کا پیشوا تھا ایسے ہی جہنم میں ان کا امام ہو گا۔ (حاشیہ تفسیر نعیم الدین مراد آبادی صفحہ ۳۳۶)

اور قرآن ناطق امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ کہ فرعون کیوں ڈبویا گیا حالانکہ وہ خدا پر ایمان بھی لے آیا تھا اور اس کی توحید کا اقرار بھی کر لیا تھا؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا لانہ آمن عند رؤیۃ الباس و الایمان عند رؤیتہ الباس غیر مقبول و ذلک حکم اللہ تعالیٰ فی السلف والخلف قال اللہ عز و جل فلما را و ابا سنا قالوا آمنا باللہ وحدہ و کفرنا بما کنا بہ مشرکین فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راو باسنا (المومن آیت ۸۴، ۸۵) اس لئے کہ وہ عذاب کو

دیکھ کر ایمان لایا تھا۔ اور اس وقت کا ایمان قبول نہیں ہوتا اور یہ اللہ تعالیٰ کا عام حکم ہے۔ پہلوں کے لئے بھی یہی حکم تھا اور پچھلوں کے لئے بھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ پھر جس وقت انہوں نے عذاب دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جن چیزوں کو ہم اس کا شریک کیا کرتے تھے۔ ان سب کے ہم منکر ہو گئے مگر جب وہ ہمارا عذاب دیکھ چکیں گے تو پھر ان کا ایمان ان کو کوئی نفع نہ دیگا۔ نیز خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ یوم یاتی بعض آیات ربک لا ینفع نفسا ایمانھا لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانھا خیرا (الانعام آیت ۱۵۸) جس دن تمہارے پروردگار کی بعض نشانیاں آجائیں گی تو کسی نفس کو جو پہلے ایمان نہ لا چکا ہوگا یا جس نے اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمائی ہوگی۔ اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا۔ وھکذا فرعون لما ادرکہ الغرق قال امنت انہ لا الہ الا الذی امنت بہ بنوآ اسرآءیل و انا من المسلمین۔ اور اسی طرح جب کہ فرعون ڈوبنے لگا تو اس نے کہا کہ میں اس (بات) پر ایمان لایا ہوں کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اس (خدائے واحد) کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں (اس کے) فرمانبرداروں میں سے ہوں "فقیل لہ آلئٰن و قد عصیت قبل و کنت من المفسدین الخ" پس جواب میں اسے کہا گیا کہ اب ایمان لاتا ہے۔ اور یقیناً پہلے تو نے نافرمانی کی ہے اور تو فساد کرنے والوں میں سے رہا (عیون اخبار رضا ج۲ صفحہ ۷۷، حدیث ۷، طبع جدید) اور علامہ تنکابنی رقمطرازہیں و ہمچنین ملاصدری در تفسیر و غیر آن از تالیفات خود گفتہ کہ محی الدین اعرابی گفت کہ فرعون مات مومناً موحداً از آن پس ملاصدری گفتہ کہ "وھذا کلام یشم منہ رائحۃ التحقیق" و انصاف اینکہ این سخن کفر است چہ فرعون بضرورت دین کافر مردہ و نص قران بر آن دال است (قصص العلماء صفحہ ۵۴ طبع ایران)

فرشتے انسانوں سے افضل ہیں

چنانچہ ابن عربی لکھتے ہیں

والملائکۃ العالون خیر من ھذا النوع الانسانی۔ اور ملائکہ علیین اس نوع انسانی سے بہتر و بلند ہیں (فصوص الحکم فص عیسویہ صفحہ ۲۲۴) حالانکہ اشرف المخلوقات انسان ہیں۔

شیعہ خنزیر ہیں (نعوذ باللہ)

چنانچہ محی الدین اپنی کتاب میں لکھتے کہ اہل اللہ کی ایک جماعت ہے۔ جسے "رجبیون" کہتے ہیں۔ یہ بلا کم و کاست چالیس افراد ہوتے ہیں ان کے متعلق مشہور ہے۔ کہ رجب کی پہلی تاریخ کو وہ اتنے بوجھل ہو جاتے ہیں گویا ان پر آسمان گر گیا ہو۔ وہ مطلقاً حرکت نہیں کر سکتے۔ ان کے دست و پا بالکل بے حس ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ آنکھ بھی نہیں پھیر سکتے۔ پہلی رجب کو ان کی ایسی حالت ہوتی ہے۔ پھر روز بروز یہ بوجھ ہلکا ہوتا جاتا ہے۔ جب شعبان شریف کا آغاز ہوتا ہے۔ تو یہ لوگ بالکل ہلکے پھلکے ہو جاتے ہیں اور انہیں ہر قسم کی گرانی و ثقل سے خلاصی حاصل ہو جاتی ہے۔ ان لوگوں کو رجب کے مہینے میں بے شمار کشف ہوتے ہیں۔ ان کے دل تجلیوں سے منور ہوتے ہیں۔ اور ان پر بہت سے اسرار غیوب کھل جاتے ہیں شعبان میں یہ اسرار و رموز سلب ہو جاتے ہیں۔ لیکن بعض دفعہ بعض احوال سارا سال باقی رہتے ہیں۔

ابن عربی کہتے ہیں کہ ایسے بزرگوں میں سے میں نے ایک کی زیارت کی ہے۔ "قد ابقی علیہ کشف الروافض من اھل الشیعہ سایر السنۃ فکان یراھم خنازیر" جس پر رافضیوں کے احوال و واقعات روشن تھے۔ رافضی لوگ ان کو بصورت خنزیر نظر آتے تھے۔ کبھی کبھی کوئی مستور الحال شخص ان کے پاس سے گزرتا اور اس کا مذہب رافضیوں کا مذہب ہوتا "یراہ فی صورۃ خنزیر" تو وہ اسے بصورت خنزیر دیکھ کر بلالیتے اور تائب ہونے اور رجوع الی اللہ کے لئے کہتے وہ شخص تعجب میں پڑ جاتا۔ اگر وہ صدق دل سے توبہ کر لیتا تو "رآہ انسانا" وہ اس رجبی بزرگ کو بصورت انسان نظر آتا اور آپ اس کی توبہ کی تصدیق کرتے۔ اگر بصدق دل تائب نہ ہوتا تو "یراہ خنزیر" بصورت خنزیر نظر آتا اور اسے اس کی دروغ گوئی پر مطلع کرتے اور اسے کہتے کہ تم نے صدق دل سے توبہ نہیں کی۔

ایک دن چند آدمی مذہب شافعیہ چھوڑ کر اس بزرگ کے پاس آئے۔ ان میں سے کسی کو بھی رفض "ماعرف منھا قسط التشیع ولم یکونا من بیت التشیع" کی سمجھ بوجھ نہ تھی اور وہ شیعہ بھی نہ تھے بلکہ بغیر کسی انگیخت اور اپنے فکر و نظر سے مذہب رافضیہ اپنا بیٹھے

تھے۔ اور ابوبکر و عمر کے متعلق عقیدہ بد رکھتے تھے۔ اور حضرت علیؑ کی شان میں نہایت مبالغہ سے کام لیتے تھے جب یہ دو مرتبہ اس رجبی بزرگ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا "باخراجہما من عندہ فان اللہ کشف لہ عن بواطنہما فی صورۃ خنازیر" ان دونوں کو باہر نکال دو انہوں نے باہر نکالنے کا سبب پوچھا "فقال اراکما خنزیراً" فرمانے لگے تم مجھے بصورت خنزیر نظر آتے ہو۔ اور میرے اور خدا کے درمیان ایک راز ہے جس سے رافضی لوگ مجھے سور کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اس وقت غیر اعلانیہ توبہ کرلی "فانی اراکما انسانین فتعجبا من ذلک و تابا الی اللہ" کیونکہ اب تم مجھے بصورت انسان نظر آنے لگے ہو۔ وہ اس حقیقت حال سے بہت متعجب ہوئے اور مکمل طور پر اس مذہب سے توبہ کرلی (فتوحات مکیہ ابن عربی جلد ۲ صفحہ ۸ طبع بیروت جدید و شواہد النبوت صوفی ملا جامی صفحہ ۲۷۳، ۲۷۴ مترجم بشیر حسین ناظم طبع لاہور)

متوکل عباسی خلیفتہ اللہ (معاذ اللہ)

چنانچہ محی الدین، اہل اللہ میں سے غوث قطب اور خلیفتہ اللہ کے لئے لکھتے ہیں "یجوز الخلافتہ الظاهرۃ کما جاز الخلافتہ الباطنتہ من جتہ المقام کابی بکر و عمر و عثمان و علی و الحسن و معاویتہ بن یزید و عمر بن عبد العزیز و المتوکل و منہم من لہ الخلافتہ الباطنتہ خاصہ الخ (فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۶ طبع جدید)

مومنین کرام! آپ اندازہ لگائیں امیر المومنین علی علیہ السلام کو چوتھے نمبر پر اور متوکل عباسی جیسے شخص کو خلیفہ، غوث، قطب ماننے والا کیا مومن ہوسکتا ہے؟ جبکہ متوکل عباسی ناصبی جس کے متعلق امام اہلسنت جلال الدین سیوطی رقمطراز ہیں

۲۳۶ھ میں متوکل نے حضرت امام حسینؑ کی قبر مبارک اور ان مقابر کو جو اس کے ارد گرد واقع تھیں منہدم کرا دیا۔ تمام قبریں کھدوا دیں اور حکم دیا کہ زمین ہموار کر کے یہاں کاشتکاری کی جائے ـــــ لوگوں کو سخت صدمہ پہنچا لوگ اس سے نفرت کرنے لگے اور اس کو ناصبی یعنی خارجی کہنے لگے ـــــ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کو اس بات کا رنج اور افسوس تھا کہ وہ قتل حسینؑ میں شریک نہ ہوسکا۔ (تاریخ الخلفا عربی صفحہ ۳۶۴، ۳۶۵، مترجم صفحہ ۳۶۳ طبع کراچی)

محی الدین ابن عربی کے متعلق علماء اسلام کی آراء

اہلسنت کے علامہ شیخ احمد بن حجر اپنی کتاب میں صوفیوں کا رد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ صوفیاء کے شیخ اکبر ابن عربی نے کفر صریح میں یہ اشعار کہے کہ

الرب عبد والعبد رب　　　　یالیت شعری من المکلف

رب (اللہ تعالیٰ) بندہ ہے اور بندہ رب ہے۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ پابند احکام شرع کون ہے؟

ان قلت عبد فذاک رب　　　　او قلت رب انی یکلف

اگر میں کہوں کہ بندہ پابند احکام ہے تو یہی رب ہے۔ یا اگر کہوں کہ رب مکلف ہے تو پھر رب کہاں سے پابند شرع ہو گیا۔ اس سے بھی زیادہ صریح کفر گوئی کرتے ہوئے ابن عربی نے کہا کہ

وما الکلب والخنزیر الا الهنا　　　　وما اللہ الا راهب فی کنیسہ

کتے اور خنزیر ہمارے معبود ہیں اور کلیسا کا پجاری ہمارا اللہ ہے (بدعات اور ان کا شرعی پوسٹ مارٹم صفحہ ۳۱۴ مترجم مولانا رئیس الاحرار ندوی طبع بمبئی "انظر الی ماقال ولا تنظر الی من قال" و ماہنامہ میثاق صفحہ ۴۱ ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۸ء لاہور، اسلام اور تصوف صفحہ ۱۵۱)

سرکار علامہ حسین علیین مکان فرماتے ہیں۔ ذرا دیکھئے تو کہ صوفیہ کا پیر ابن عربی کہتا ہے

فنی الخلق عین الحق ان کنت ذا عین و فی الحق عین الخلق ان کنت ذا عقل "کہ اگر تو چشم بینا رکھنے والا ہے۔ تو مخلوق میں تجھے عین حق تعالےٰ دکھائی دے گا۔ اور اگر عقل رکھنے والا ہے تو عین حق تعالےٰ تجھے عین مخلوقات نظر آئے گی۔ و ان کنت ذا عین وعقل فما تری سوی عین شئی واحد نیہ بالشکل" اور اگر تو چشم بینا اور عقل دونوں رکھنے والا ہے۔ تو تو اس میں سوائے ایک ہی چیز کے اور کچھ نہیں دیکھے گا۔ جو کہ معین شکل کے ساتھ موجود ہے۔

نیز علامہ سید حسین علیین مکان رقمطراز ہیں۔ شیخ محی الدین کہ جو قائلین وحدۃ الوجود کا رہبر اور پیشوا ہے اس نے باوجود کفر اور زندیقیت کا ارتکاب کرنے کے کتاب فصوص میں اپنے آپ کو تمام انبیاء سے افضل اور اولیاء کا خاتم قرار دیا ہے۔ وہ کبھی تو حضرت نوح کو خطاکار قرار دیتا ہے اور کبھی فرعون کو طاہر و مطہر اور پاک و پاکیزہ شمار کرتا ہے اور ابوبکر اور متوکل ملعون کو ظاہر و باطن کا قطب قرار دیتا ہے۔

(خزینہ ایمانیہ ترجمہ حدیقہ سلطانیہ صفحہ ۱۹۰، ۱۹۱ و صفحہ ۱۷۵ مترجم علامہ السید گلاب علی شاہ النقوی مدظلہ)

علامہ اقبال فرماتے ہیں۔ تصوف کا سب سے پہلا شاعر عراقی ہے جس نے لمعات میں فصوص الحکم محی الدین ابن عربی کی تعلیموں کو نظم کیا ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے فصوص میں سوائے الحاد و زندقہ کے اور کچھ نہیں اس پر میں انشاءاللہ مفصل لکھوں گا (دیکھیں اقبال نامہ حصہ اول صفحہ ۴۴ سراج الدین پال کے نام خط) آقائے ڈاکٹر محمود بروجردی کا علامہ اقبال کے متعلق بیان پہلے گزر چکا ہے۔

علامہ مقدس اردبیلی اعلی اللہ مقامہ رقمطراز ہیں۔ و بعضی از متاخرین اتحادیہ مثل محیی الدین عربی و شیخ عزیز و عبدالرزاق کاشی کفر و زندقہ را از ایشان گزراینده بوحدت وجود قائل شده اند و گفته اند که هر موجودی خداست (حدیقۃ الشیعہ صفحہ ۵۶۶ طبع جدید)

علامہ باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ رقمطراز ہیں یا پناہ بحی الدین خواہی برد کہ ہرزہ ہایش را در اول و آخر این کتاب شنیدی وی گوید جمعی از اولیاء اللہ هستند که رافضیان را بصورت خوک می بیند و می گوید بمعراج که رفتم مرتبہ علیؑ را از مرتبہ ابوبکر و عثمان پست تردیدم (عین الحیوۃ صفحہ ۴۳۲ طبع جدید)

آیت اللہ العظمیٰ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی رقمطراز ہیں۔ اس فرقہ کا سب سے بڑا ترجمان محی الدین (بلکہ ممیت الدین) ابن عربی فتوحات مکیہ میں لکھتا ہے۔ سبحان الذی خلق الاشیاء وھو عینھا" پاک ہے وہ خدا جس نے چیزوں کو پیدا کیا حالانکہ وہ خود بعینہ وہی اشیاء ہے ----- (اصول الشریعہ صفحہ ۱۹۹ طبع ثالث، اعتقادات الامامیہ حاشیہ صفحہ ۱۸ طبع اول)

سرکار علامہ میرزا محمد تنکابنی اعلی اللہ مقامہ ابن عربی کے متعلق اپنی کتاب میں

لکھتے ہیں۔ وفی الحقیقۃ اگر محی الدین کافر نباشد پس ہیچ صوفی و کافر یرا حکم بر تکفیرش نیتوان نمود چہ او خود را خاتم ولایۃ مطلقہ میداند۔۔۔۔۔

یعنی حق بات تو یہ ہے کہ اگر محی الدین ابن عربی کافر نہیں تو پھر کسی صوفی اور کسی کافر پر بھی تکفیر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ کیونکہ وہ خود کو خاتم ولایت مطلقہ کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔ و ایضاً رسائل چند از محی الدین در نزد مولف کتابست کہ نص بر کفر مصنف آنہا است از آن جملہ دریکی از رسائل میگوید کہ بعد از اینکہ مرا بمعراج بروند در آنجا تخاطباتی چند میان من و خدا واقع شد و عبارتش اینست، "فقلت یا من انا انت وانت انا فان قلت فلم ناجیتنی و انا انت وانت انا قلت جھۃ المخاطبیۃ والمخاطبیۃ مختلفۃ، و کفر این سخن اظہر من الشمس وابین من الامس است الخ

اس مولف (علامہ تنکابنی) کے پاس ابن عربی کے چند رسائل ہیں جو اپنے مصنف (ابن عربی) کے کفر کی اک سند ہیں انہی رسائل میں سے ایک رسالہ میں ابن عربی لکھتے ہیں کہ مجھے معراج پر لے گئے تو میرے اور خدا کے درمیان چند مکالمات ہوئے اور اس کی اصل عبارت کا مطلب یوں ہے۔ پس میں نے کہا اے مخاطب میں تیری ہی دوسری ذات ہوں اور تو میری۔ پس اگر تو یہ کہے کہ جب ہم میں من و تو نہیں ہے اور یہی تو دونوں ایک ہیں تو پھر مجھ سے یہ راز و نیاز کیسا؟ تو میں جواب میں کہوں گا۔ مخاطب اور مخاطب (اسم فاعل اور اسم مفعول) ہونے کی وجوہ کا اختلاف ہے۔ ورنہ حقیقت میں میرے اور تیرے درمیان کوئی اختلاف نہیں جو ہے وہ محض اعتباری اختلاف ہے اور اس تحریر کا کفر سورج کی طرح عیاں اور گزرے ہوئے کل کی طرح واضح ہے (قصص العلماء صفحہ ۵۳، ۵۴ طبع جدید ایران)

سرکار حضرت علامہ آقائے میرزا محمد باقر الموسوی الخوانساری اعلی اللہ مقامہ ابن عربی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ولذا اسماہ بعض مشائخ عرفائنا المتاخرین بممیت الدین و عبر عنہُ مولانا الوالد المرحوم المحترم اعلی اللہ مقامہ فی علیین بلقب احسن من ذلک اللقب ھو ماحی الدین الخ (یعنی جن لوگوں نے ابن عربی کو ممیت الدین (دین کو ہلاک کرنے والا) یا ماحی الدین (دین کو محو اور مٹانے والا) لکھا ہے۔ انھیں بالکل درست تصور کر کے ان کی تصدیق و تائید کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اس کو موسوم کیا ہے ہمارے بعد کے آنے والے عارفوں میں سے کسی نے ممیت

الدین سے اس کو تعبیر کیا اور ہمارے محترم والد مرحوم نے ایسے لقب سے جو اس لقب (محیت الدین) سے بہتر ہے اور وہ لقب ہے ماحی الدین یعنی دین کو مٹانے والے (روضات الجنات ج۸ صفحہ ۶۰ طبع جدید ایران)

وحدت الوجود کے متعلق صوفیہ کے خیالات

جناب علامہ حسین علیین مکان اعلی اللہ مقامہ اپنی کتاب میں صوفیوں کا رد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ کہ ماضی قریب میں مشائخ صوفیہ میں سے ابن ملجم ملعون کے ہمنام عبدالرحمن نامی ایک شیخ کے پاس بعض ثقہ اور قابل اعتماد احباب کو جانے کا اتفاق ہوا۔ یہ شیخ صوفی خالق کے عین مخلوق ہونے کا قائل اور اس کی تصریح کرنے میں ذرا بھر پرواہ نہ کرتا تھا۔ وہ مسجد میں چراغ جلائے بیٹھا تھا۔ اتفاقاً ایک کتا مسجد میں داخل ہوا۔ اس شیخ نے کتے کو نہ مارا نہ روکا آنے دیا۔ کتا چراغ کے پاس پہنچا اور اسے نیچے گرا کر بجھا دیا بس اب کیا تھا شیخ صوفی نے اپنی معرفت اصطلاحیہ کے کمال کا مظاہرہ کرتے ہوئے شور مچا دیا اور کہا کہ سبحان اللہ خود گھر کے چراغ نے خود کو بجھا دیا۔ "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" (خزینہ ایمانیہ صفحہ ۱۷۳، ۱۷۴)

منقول ہے ابوالحسن نوری صوفی نے ایک شخص کو اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا کہ خدا کی ڈاڑھی سے اپنے ہاتھ کو دور کرو۔ یہ بات خلیفہ تک پہنچی (خلیفہ نے پوچھا تو اس کے جواب میں کہا) ہاں بندہ اور اس کی ڈاڑھی اللہ تعالی کی نہیں ہے؟ اور جو دنیا اور آخرت میں ہے سب اس کی ہے۔ ابن جوزی رقمطراز ہیں۔ ابوالحسن نوری کی نسبت میں نے سنا ہے۔ لوگ کہتے تھے۔ کہ انہوں نے موذن کی اذان سنی تو طعن سے کہا یہ موت کا زہر ہے۔ پھر کتے کو بھونکتے سنا تو کہا لبیک و سعدیک "لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ موذن کے بارے میں مجھ کو یہ خوف ہے۔ کہ غفلت کے ساتھ ذکر الہی کرتا ہے۔ اور اس کام پر اجرت لیتا ہے۔ ورنہ اذان نہ دیتا لہذا میں نے طعن سے کہا اور کتا بلا ریا ذکر خدا کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالٰی نے فرمایا "وان من شئی الا یسبح بحمدہ" یعنی ہر ایک چیز حمد الہی کی تسبیح پڑھتی ہے۔ (تلبیس ابلیس مترجم صفحہ ۳۸۳، کتاب اللمع فی التصوف صفحہ ۵۷۷ طبع اسلام آباد ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن)

ابو عبداللہ رملی کہتے ہیں کہ ابو حمزہ صوفی نے طرسوس کی جامع مسجد میں وعظ کیا

لوگوں نے دل سے سنا ایک روز وہ وعظ بیان کر رہے تھے کہ یکایک جامع مسجد کی چھت پر ایک کوا بولا ابو حمزہ صوفی نے زور سے ایک نعرہ مارا اور کہا لبیک لبیک۔ اس بات پر لوگوں نے ان کو زندیقیت کی طرف منسوب کیا مسجد کے دروازے پر ان کا گھوڑا یوں پکار کر نیلام ہوا کہ یہ زندیق کا گھوڑا ہے۔ (تلبیس ابلیس مترجم صفحہ ۲۱۹)

ابو حمزہ صوفی ایک بار حارث محاسبی کے گھر گئے اتنے میں ایک بکری بولی ابو حمزہ نے ایک نعرہ مارا اور کہا لبیک یا سیدی حارث یہ سن کر غصہ ہو گئے۔ اور چھری ہاتھ میں لے کر بولے کہ اگر تم اس حالت سے توبہ نہ کرو گے تو میں تم کو ذبح کر ڈالوں گا۔ ابو حمزہ صوفی نے کہا کہ جب میری حالت کا سننا تمہیں پسند نہیں تو پھر تم بھوسہ اور خاک کیوں نہیں کھاتے (تلبیس ابلیس مترجم صفحہ ۲۲۰، کتاب اللمع مترجم صفحہ ۵۸۰)

محمد بن موسیٰ المعروف بہ واسطی صوفی کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے کہا جس نے اللہ کا ذکر کیا اس نے افترا باندھا جس نے صبر کیا اس نے گستاخی کی اور جس نے شکر کیا وہ اللہ سے کٹ گیا۔۔۔۔۔ کسی حبیب یا کلیم یا خلیل کو ہرگز نگاہ میں نہ لانا جب کہ تجھے حق کی طرف نگاہ کرنے کی راہ مل چکی ہے۔۔۔۔۔ ان پر سازوں کے ساتھ درود بھیجو مگر اپنے دل میں یہ خیال نہ کرو کہ اس کی کوئی قدر ہے (کتاب اللمع صفحہ ۵۹۲، ۵۹۶، ۵۹۹) ابو نصر سراج صوفی نے اس جگہ بہت تاویلیں کی ہیں مگر جسے زمانہ خراب کر دے عطار اس کی اصلاح نہیں کر سکتا۔

قول شبلی :۔

انا اقول وانا اسمع فهل فی الدارین غیری (التعرف علیٰ مذهب التصوف صفحہ ۱۴۵ سطر ۳ طبع مصر) کہ میں ہی باتیں کرتا ہوں میں ہی سنتا ہوں۔

خواجہ غلام فرید اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں۔ شبلی نے کہا میں چاہتا ہوں کہ بہشت اور دوزخ کو ایک لقمہ بنا کر کھا جاؤں تاکہ بے سبب اس کی عبادت کریں۔ ذکر ہے ایک دن حضرت شبلی وحدت وجود پر وعظ فرما رہے تھے۔ حضرت جنید آئے اور فرمایا کہ اے شبلی زیادہ فاش نہ کر۔ حضرت شبلی نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں اور میں ہی سنتا ہوں دونوں

جہانوں میں میرے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ (فیوضات فریدیہ ترجمہ فوائد فریدیہ صفحہ ۶، ۷،
۷۷) شبلی نے اپنے مرید سے کہا کلمہ کس طرح پڑھتے ہو اس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
پڑھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس طرح پڑھو لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ۔ جو کہ یہ شخص عقیدہ
میں راسخ تھا۔ فوراً پڑھنے لگا۔ لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ۔ حضرت شبلی فوراً رو پڑے اور
ارشاد فرمایا کہ میں کون ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سے خود کو منسوب کرنا
بے ادبی سمجھتا ہوں چہ جائیکہ ان کی برابری کا دعویٰ کروں۔ یہ امر صرف تیری حسن
عقیدت کے دریافت کے واسطے کیا تھا۔ (فوائد الفواد مترجم شمس بریلوی صفحہ ۳۶۰)

احمد غزالی صوفی نے کہا۔ کہ سنت رسول ہو جانے کا نام ہے اور فرض خدا بن جانے کا
یہ بھی مذکور ہے کہ نماز کی نیت فرماتے تھے میں کافر ہو گیا۔ میں نے زنار باندھ لی۔
(فوائد فریدیہ مترجم صفحہ ۸۰)

شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا ہے۔ جس نے واصل باللہ ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ
کیا پس اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا۔ نیز فرمایا ہے میرا یہی قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر
ہے۔ (فوائد فریدیہ مترجم صفحہ ۸۱)

نجم الدین کبریٰ نے فرمایا ہے کہ انسان ایک پرندہ ہے جب پہلے پہل آفرینش کے انڈے
سے سر باہر نکالتا ہے تو انا الحق کہتا ہے۔ جب جسم باہر نکالتا ہے۔ سبحانی ما اعظم شانی یعنی
میں پاک ہوں میری شان کتنی بلند ہے۔۔۔۔ جب وحدت کے آشیانے میں جا بیٹھتا
ہے۔ تو کہتا ہے میرے سوا کوئی معبود اور موجود نہیں (فوائد فریدیہ مترجم صفحہ ۸۲)

احمد نافعی جامی زندہ فیل نے فرمایا ہے۔ اشعار (۱) ہم خدائے ذوالجلال اور پاک ذات
ہیں جو ہر عیبوں سے پاک ہے۔۔۔۔ (۲) ہم حق مطلق ہیں ان صفات کو دیکھیے ہم خدا کی
ذات ہیں لیکن چادر کے نیچے ہیں۔۔۔۔ (۳) میں قاب قوسین کے متعلق ایک نکتہ کہوں گا۔
تجھے بھی آج مصطفےٰ بنا ڈالوں گا۔ (فوائد فریدیہ مترجم صفحہ ۸۱، ۸۲)

ابوالحسن خرقانی نے فرمایا کہ صبح سویرے اللہ تعالٰی نے میرے ساتھ کشتی کی اور
ہمیں بچھاڑ دیا۔۔۔۔ اور یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں (فوائد
فریدیہ مترجم صفحہ ۸۷)

بایزید بسطامی کے متعلق مولوی رومی لکھتے ہیں۔

با مریدان آن فقیر محتشم بایزید آمد کہ یزدان نک منم
گفت مستانہ عیان آن ذوفنون لا الہ انا ھا فاعبدون

کہ باحشمت فقیر بایزید اپنے مریدوں کے ساتھ آیا اور کہا کہ زبان یزدان میں ہوں اس صاحب فنون مستانے نے واضح طور پر کہا میرے سوا دیگر کوئی لائق عبادت نہیں ہے۔ لہذا آؤ میری عبادت کرو۔ (مثنوی دفتر چہارم صفحہ ۵۲ طبع پشاور و خزینہ ایمانیہ صفحہ ۱۷۲)

عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب میں سید علی وحیش صوفی کے متعلق ذکر کرتے ہیں کہ وہ جب اس شہر یا دوسرے شہر کے کسی شیخ کو گدھی پر دیکھتے تو اس کو گدھی سے اترنے کا حکم دیتے نیز اسے کہتے "ویقول لہ امسک راسھا لی حتی افعل بھا" کہ آپ گدھی کا سر تھام رکھیں تاکہ میں اس کے ساتھ بدفعلی کروں (طبقات الکبری ج ۲ صفحہ ۱۳۵ طبع مصر)

نوید احسن ندوی اپنی کتاب میں صوفیوں کا رد کرتے ہوئے ایک قصہ نقل کرتے ہیں۔ (نقل کفر کفر نباشد)

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زید سے ملنے ان کے گھر تشریف لے گئے زید موجود نہ تھے حضرت زینبؓ اس وقت کپڑے تبدیل کر رہیں تھیں۔ اسی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر ان پر پڑ گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں ان کا سراپا کھب گیا جس کی وجہ سے وہ زید کے من سے اتر گئیں۔ اس کے بعد زید نے آکر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر زینبؓ آپ کو پسند آگئی ہوں تو میں انھیں طلاق دیدوں الخ (تفسیر ابن جریر طبری پارہ ۲۲ صفحہ ۱۳ بحوالہ مذہبی داستانیں ج ۱ صفحہ ۱۷۶ شیعیت کے داغ صفحہ ۸۶) چنانچہ اس واقعہ کو حضرت مخدوم علی ہجویری (داتا گنج بخش) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کہ جب ان کی نظر ایسی جگہ پڑی کہ جہاں نہ چاہیے تھی۔ یعنی اوریا کی عورت پر تو اللہ تعالی کی طرف سے ان کو تنبیہ ہوئی اور جب بندہ اللہ تعالی کے ساتھ قائم ہوتا ہے تو صورت اس کے برعکس ہوتی ہے۔ چنانچہ جب جناب رسول خدا صلعم کی ایسی ہی نظر پڑ گئی تو زیدؓ کی عورت ان پر حرام ہو گئی اس لئے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نظر محل صحو میں تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر محل سکر میں تھی (بیان المطلوب ترجمہ اردو کشف المحجوب مترجم مولوی فیروز الدین صفحہ ۲۸۴ سطر ۶ تا ۱۱)

شیخ عبد القادر جیلانی (گیارویں شریف والے) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔
اما خلافۃ معاویۃ بن سفیان فثابتۃ صحیحۃ۔ اور رہی خلافت معاویہ بن ابی سفیان سو وہ ثابت ہے صحیح ہے (آگے گمراہ فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں) واما المرجیۃ ففرقھا اثنتا عشرۃ فرقۃ الجھمیۃ والصالحیۃ والشمریۃ والیونسیۃ والیونانیۃ والنجاریۃ والغیلانیۃ والشبیبیۃ والحنفیۃ الخ اور لیکن مرجیہ پس ان کے گروہ بارہ فرقے ہیں۔ جہمیہ اور صالحیہ اور شمریہ اور یونسیہ اور یونانیہ اور نجاریہ اور غیلانیہ اور شبیبیہ اور حنفیہ الخ (دیکھیں اس میں فرقہ حنفیہ کو بھی گمراہ فرقہ میں شمار کیا ہے) عاشورا (دس محرم) کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
ومن اکتحل بالاثمد یوم عاشورا لم ترمد عینہ۔ اور جس شخص نے عاشورہ کے دن سرمہ پایا ہو تو اس کی آنکھ اس سال میں نہ آئے گی۔ (یعنی نہ دکھے گی)۔۔۔۔ وکذالک یوم عاشورا لا یتخذ یوم مصیبۃ ولان یوم عاشورا ان یتخذ یوم مصیبۃ لیس باولی من ان یتخذ یوم فرح و سرور الخ اور اسی طرح عاشورا کا دن نہ منایا جائے دن مصیبت کا (یعنی ماتم کا) کیونکہ عاشورے کے دن کو ماتم کا دن پکڑنا بہتر نہیں ہے۔ اس سے کہ پکڑا جائے دن خوشی اور سرور کا الخ۔۔۔۔ فصار عاشورا بمثابۃ بقیۃ الایام الشریفۃ کالعیدین۔ پس ہو گیا یہ عاشورہ کا دن مشابہ باقی بزرگ دنوں کے مانند عیدین (یعنی عید الفطر و عید القربان) (غنیۃ الطالبین مع عربی صفحہ ۱۹۰، ۲۲۶، ۶۸۴، ۶۸۵ طبع لاہور قدیم)
محمود شبستری صوفی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں

مسلمان گر بدانستی کہ بت چیست بدانستی کہ دین در بت پرستی است۔

مسلمان جانتا گر بت کو کیا ہے سمجھتا بت پرستی میں خدا ہے
وگر مشرک زبت آگاہ گشتی کجا در دین خود گمراہ گشتی
اگر مشرک بھی واقف بت کا ہوتا کہاں دین اپنے میں گمراہ ہوتا

(اردو ترجمہ شرح گلشن راز صفحہ ۲۹۴ طبع لاہور)
جناب سلطان باہو صاحب فرماتے ہیں
میرے پیر شاہ محی الدین (غوث پاک) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں۔ حضرت محی الدین (غوث پاک) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔
میرا مرید ضرور بضرور ایمان پر مرے گا۔ اور فرمایا اے میرے مرید خوف نہ کر اللہ میرا

پروردگار ہے جب حشر کے روز پیغمبر نفسی نفسی کہیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم امتی فرمائیں گے۔ اور حضرت پیر شاہ محی الدین (غوث اعظم) علیہ الرحمۃ مریدی مریدی فرمائیں گے جس وقت حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یا محی الدین میرا قدم تیری گردن پر ہے اور تیرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تو جملہ اولیاء اللہ حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اقدس پہنچایا حضرت علیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا علیؓ شاہ محی الدین (غوث الاعظم) از آل من و اولاد تُست کسی کہ لائق فرزند را قدم بر گردن نہد و فرزند را قدم بر گردن بدوشتن عیب نیست اول حضرت علی عزت داد بعد ازاں قدم حضرت پیر بر گردن ہمہ ولی اللہ نہاد و ہر ولی اللہ سعاد تمند شد و با ہر یک مرتبہ ولایت وہدایت یافت۔ یا علیؓ شاہ محی الدین (غوث الاعظم) میری آل ہیں اور آپ کی اولاد ہیں فرزند اگر لائق ہو تو اس کا قدم گردن پر رکھنے اور اس کا اٹھا کر کندھوں پر رکھنے میں کوئی عیب نہیں سب سے پہلے حضرت علیؓ نے آپ کو یہ عزت دی اور بعد میں حضرت پیر نے اپنا قدم مبارک ہر ولی کی گردن پر رکھا اور ہر ولی اللہ نے سعادت حاصل کی اور مرتبہ ولایت وہدایت پایا (محک الفقر افارسی صفحہ ۹۸ مترجم صفحہ ۱۹۱، ٹائیٹل اسرار القدم صفحہ د)

مولوی جلال الدین رومی صوفی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

کہتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ہمراہ جنگ سے لوٹ رہے تھے آپؐ نے فرمایا آج رات ڈھول بجایا جائے اور شہر کے دروازہ پر سوئیں۔ کل شہر کے اندر جائیں۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہؐ اس میں کیا مصلحت ہے؟ فرمایا کہ (یکایک چلے جانے سے) ہو سکتا ہے تم وہاں اپنی عورتوں کو بیگانے مردوں کے ساتھ دیکھو اور تمہیں الم (رنج) ہو اور فتنہ پیدا ہو جائے۔ صحابہ میں سے ایک نے یہ بات نہ سنی وہ (اپنے گھر) چلا گیا۔ اپنی عورت کو غیر مرد کے ساتھ پایا (ملفوظات رومی اردو ترجمہ فیہ مافیہ صفحہ ۱۳۴ طبع لاہور)

پروفیسر یوسف چشتی صاحب نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ کہ تم اپنی بیویوں کو اجنبی لوگوں کے ساتھ مباشرت میں مشغول پاؤ اور یہ دیکھ کر تمہیں بہت صدمہ ہو اور تم شرم سے پانی پانی ہو جاؤ لیکن ایک صحابی نے حضورؐ کے ارشاد پر عمل نہ کیا اور وہ اپنے گھر چلے گئے۔ چنانچہ انھوں نے اپنی بیوی کو ایک غیر مرد کے ساتھ مصروف پایا (اسلامی تصوف از پروفیسر

یوسف سلیم چشتی صفحہ ٦٦۔ شیعیت کے داغ صفحہ ٨٧) یہ تھے صوفیہ کے عقائد (نعوذ باللہ)

غنا اور موسیقی:۔

صوفیوں کے ہاں قوالی کی بہت فضیلت ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ اس کی بھی خبر لی جائے۔ زمانہ جاہلیت میں کفار بھی تالیاں وغیرہ بجا کر عبادت کیا کرتے تھے۔ جس پر اللہ تعالٰے نے ان کی مذمت کی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالٰے ہے (١) وما کان صلاتہم عند البیت الا مکاء و تصدیۃ۔ اور ان کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سوائے سیٹیاں بجانے اور تالیاں پیٹنے کے اور کچھ نہ تھی (س الانفال آیت ٣٥)

(٢) فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور۔ تم ناپاک بتوں سے بچے رہو اور لغو باتوں گانے وغیرہ سے بچے رہو (ترجمہ فرمان س الحج آیت ٣٠) اس آیت میں لفظ زور کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد غنا ہے۔ دیکھیں (فروع کافی ج٦ صفحہ ٤٣١ گناہان کبیرہ ج١ صفحہ ٣٦٨ سعادۃ الدارین صفحہ ١٧ معانی الاخبار صفحہ ٣٤٩ وسائل الشیعہ ج١٢ صفحہ ٢٢٥)

(٣) ومن الناس من یشتری لہو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم و یتخذھا ھزوا اولیک لہم عذاب مھین۔ اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو بیہودہ باتیں خرید تا ہے تاکہ وہ بغیر علم کے لوگوں کو اللہ تعالٰے کے راستہ سے بھٹکائے اور اسے ٹھٹھا مخول بنائے انہی لوگوں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے (س لقمان آیت ٦) اس آیت میں لہو الحدیث سے مراد امام علیہ السلام نے فرمایا الغنا ہے۔ دیکھیں (معانی الاخبار صفحہ ٣٤٩ طبع جدید وسائل الشیعہ ج ١٢ صفحہ ٢٢٦ فروع کافی جلد ٦ صفحہ ٤٣٢ گناہان کبیرہ ج١ صفحہ ٢٦٧ سعادۃ الدارین فی مقتل الحسینؑ صفحہ ١٧ تفسیر صافی صفحہ ٣٩٢)

غنا اور موسیقی احادیث کی روشنی میں:۔

عن زید الشحام قال۔ قال ابو عبد اللہ علیہ السلام بیت الغناء لاتومن فیہ الفجیعۃ، ولا تجاب فیہ الدعوۃ و لا یدخلہ الملک۔ زید شحام سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا

جس گھر میں گانا گایا جائے وہ ناگہانی مصیبت سے محفوظ نہیں رہتا نہ اس میں کوئی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور نہ ہی اس میں کوئی رحمت کا فرشتہ نازل ہوتا ہے (وسائل الشیعہ ج ۱۲ صفحہ ۲۲۵، فروع کافی ج ۶ صفحہ ۴۳۳ حدیث ۱۵ قوانین الشریعہ ج ۲ صفحہ ۱۹)

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقرؤوا القرآن بالحان العرب و اصواتھا وایاکم ولحون اھل الفسق واھل الکبائر فانہ سیجیی من بعدی اقوام یرجعون القرآن ترجیع الغناء والنوح والرھبانیۃ لایجوز تراقیھم قلوبھم مقلوبۃ وقلوب من یعجبہ شانھم۔ فرمایا حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو عرب کے لہجہ اور ان کی آواز میں پڑھو اور بچاؤ اپنے کو بدکاروں اور گنہگاروں کے لہجہ سے یعنی گویوں غزل سراؤں وغیرہ کے لہجوں سے، میرے بعد کچھ لوگ ایسے آئیں گے کہ قرآن کو راگ کی طرح آواز کے لوٹ پھیر (گٹگری) کے ساتھ پڑھیں گے یا نوحہ خوانوں کی طرح یا ترک دنیا والوں کے غمگین لہجہ میں اور ان کا یہ پڑھنا بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ان کے دل الٹ چکے ہیں اور ان کے دل بھی جن کو ان کی یہ ممنوع قرات پسند ہے (اصول کافی جلد ۴ حدیث ۳ صفحہ ۴۱۹، مترجم جلد ۲ صفحہ ۶۱۴ قوانین الشریعہ ج ۲ صفحہ ۲۰)

عن ابی اسامۃ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال الغناء عش النفاق۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ غنا و سرود نفاق کا آشیانہ ہے۔ (وسائل الشیعہ ج ۱۲ صفحہ ۲۲۷ حدیث ۱۰ قوانین الشریعہ ج ۲ صفحہ ۱۹)

عن جابر بن عبداللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال۔ کان ابلیس اول من تغنی و اول من ناح لما اکل آدم من الشجرۃ الخ جناب جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جس نے غنا کا ارتکاب کیا وہ شیطان تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام نے شجرہ ممنوعہ کا پھل کھایا تھا۔ (وسایل الشیعہ ج ۱۲ صفحہ ۲۳۱ حدیث ۲۸ تفسیر العیاشی ج ۱ صفحہ ۴۰ سعادۃ الدارین صفحہ ۱۷) بوجہ خوف طوالت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

جناب سرکار آیت اللہ العظمی آقائے السید ابوالقاسم الموسوی الخوئی مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔ اگر اذان اور اقامت میں آواز گلے میں پھیرے تو اگر غنا ہو جائے (یعنی جس طرح مجالس لہو

لعب میں معمول ہے اس طرح اذان و اقامت کہے) تو حرام ہے اور اگر غنا نہ ہو تو مکروہ ہے
(توضیح المسائل مسئلہ نمبر ۹۲۰)
قارئین محترم آپ اندازہ لگائیں کہ جب اللہ اکبر گلے میں آواز پھیر کر نہیں کہہ سکتے تو باقی ذکر تو بعد میں ہے۔ اہلسنت کے نزدیک بھی غنا و موسیقی حرام ہے دیکھیں تفسیر طبری جلد۲۱ صفحہ ۳۹ تفسیر قرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۵۱ نقد العلم والعلماء لابن جوزی صفحہ ۲۴۷ تفسیر ابن کثیر مترجم جلد ۴ صفحہ ۴۱ پ ۲۱ تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۳۶ ارشاد الساری شرح بخاری جلد ۹ صفحہ ۱۶۳ تفسیر الدر المنثور جلد ۵ صفحہ ۱۵۹ طبع مصر و ایران۔ تفسیر فتح القدیر امام شوکانی جلد ۴ صفحہ ۲۲۸ جلد ۸ صفحہ ۲۶۳ تفسیر روح المعانی الالوسی جلد ۲۱ صفحہ ۶۸ سنن البیہقی جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۱، ۲۲۳، ۲۲۵ مستدرک الحاکم جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ نہایہ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۹۵ الفائق للزمخشری جلد ۱ صفحہ ۳۰۵ تاج العروس جلد ۲ صفحہ ۳۸۱ نیل الاوطار جلد ۸ صفحہ ۲۶۳ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۳۳۳ تفسیر النسفی حاشیہ الخازن جلد ۳ صفحہ ۴۶۰ تفسیر طبری جلد ۱۵ صفحہ ۸۱ تفسیر القرطبی جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۸ نقد الحلم والعلماء صفحہ ۲۴۷ تفسیر ابن کثیر سورہ الاسراء آیت ۶۴ جلد ۳ صفحہ ۴۹ طبع مصر تفسیر الخازن جلد ۳ صفحہ ۱۷۸ تفسیر النسفی جلد ۳ صفحہ ۱۷۸ تفسیر ابن جزی الکلبی جلد ۲ صفحہ ۱۷۵ تفسیر الشوکانی جلد ۳ صفحہ ۲۳۳ تفسیر روح المعانی جلد ۱۵ صفحہ ۱۱۱ (تفصیل کے لئے دیکھیں الغدیر ج ۸ صفحہ ۶۷ تا ۷۴، طبع جدید بیروت، اسلام اور موسیقی تالیف مفتی محمد شفیع شرح محمد عبد المعز)

صوفیہ علماء اسلام کی نظر میں :-

سرکار آقائے محدث مقدس اردبیلی اعلی اللہ مقامہ صوفیوں کا رد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

باید دانست کہ متقدمین صوفیہ مانند بایزید بسطامی و حسین ابن منصور حلاج کہ شہرت کردہ اند بریکی از این دو مذہب بودہ اند بسبب اعتقاد فاسدی کہ این گروہ داشتہ اند اکثر علماء شیعے مانند شیخ مفید و ابن قولویہ و ابن بابویہ این دو طایفہ ضالہ را خواہ حلولیہ و خواہ اتحادیہ از غلات شمردہ اند و یقین است کہ ایشان اَشر طایفہ غلات اند کہ از نواصب اند چنانکہ گذشت وبعضی از متاخرین اتحادیہ مثل محی الدین عربی و شیخ عزیز نسفی و عبدالرزاق کاشی کفر و زندقہ را از ایشان گذرانیدہ بوحدت وجود قائل شدہ اند و گفتہ اند کہ ہر موجودی خداست "تعالی اللہ عما یقول الملحدون علواً کبیرا۔ وایضاً باید دانست کہ سبب تمادی وطغیان ایشان در کفر آن بود کہ مطالعہ کتب فلاسفہ مشغول شدند و چون بر قول افلاطون واتباع یافتند از غایت ضلالت گمنار غوایت شعار او را اختیار کردند واز جہت آنکہ کسی پی نبرد کہ ایشان وزدان مقالات و اعتقادات قبیحہ فلاسفہ اند این معنی رالباس دیگر پوشانیدہ وحدت وجودش نام کردند و چون معنای آنرا از ایشان پرسیدند از روی تلبیس گفتند کہ این معنی بہ بیان در نمیاید و بدون ریاضت بسیار و خدمت پیر کامل بان نمیتوان رسید واحمقان راسر گردان ساختہ اند و جمعی از سفیہان در آن باب اوقات بسیار ضایع کردند و فکر ہا در آن باب دوانیدند و آن کفر عظیم را تا ویلہا کردند (حدیقۃ الشیعہ صفحہ ٥٦٦ طبع جدید)

یعنی یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ کہ متقدمین بایزید بسطامی اور حسین بن منصور حلاّج جیسے صوفی جنہوں نے بڑی شہرت پائی (حلول واتحاد) کے دو مذہبوں میں سے کسی ایک پر تھے ان پر اس کے فاسد عقیدے کی وجہ سے شیعوں کے اکثر علماء مثال کے طور پر آقائے شیخ مفید آقائے ابن قولویہ اور آقائے شیخ صدوق ابن بابویہ وغیرہ نے اس گمراہ گروہ کو خواہ وہ حلولی ہو یا اتحادی انہیں ذہنی پریشانی اور تشویش میں مبتلا کیا ہے کیونکہ انہوں نے تکلیف دہ زندگی

بسر کی جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اور متاخرین کے بعض اتحادیوں مثلاً محی الدین ابن عربی شیخ عزیز نسفی اور عبدالرزاق کاشی کفر و زندقہ بن کر گزرتے ہوئے وحدت الوجود کے قائل ہو گئے اور کہنے لگے کہ موجودات کی ہر شئے خدا ہے۔

اور یہ جاننا چاہیے کہ کفر میں اس طوالت اور سرکشی کا سبب یہ تھا کہ وہ فلسفہ کی کتابوں کے مطالعہ میں کھو گئے اور جب انہیں افلاطون اور اس کے پیروکار کے اقوال کا پتہ چلا تو ان کی انتہائی بے راہ روی اور سرگرانی کے باعث گمراہی کو اپنا شعار بنالیا اور پھر اس لئے کہ کسی کو پتہ نہ چلے کہ فلسفیوں کے مقالات اور اعتقادات کا سرقہ کرنے والے ہیں انہوں نے ان اقوال کو دوسرا لبادہ اوڑھا کر اس کا نام وحدت الوجود رکھ دیا اور جب ان سے اس کے معانی پوچھے گئے تو دھوکے اور دغا فریب سے کام لے کر کہنے لگے کہ یہ حقیقت بیان نہیں کی جا سکتی اور سخت ریاضت اور کسی مرشد کامل کی خدمت کے بغیر اس حقیقت تک پہنچا نہیں جا سکتا اور یوں احمقوں کو الو بنایا اور بہت سے نادانوں اور احمقوں سے اس سلسلہ میں اپنا بہت سا وقت گنوایا اور اس سلسلہ میں فکر و قیاس کے گھوڑے دوڑاتے رہے اور اس بہت بڑے کفر کی تاویلیں کرتے رہے (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں حدیقۃ الشیعہ صفحہ ۵۵۸ تا ۶۰۶ طبع جدید)

سرکار رئیس المحدثین آقائے محمد باقر المجلسی اعلی اللہ مقامہ

فرماتے ہیں

"مگر مقام افسوس ہے کہ اکثر ابناء زمان نے اپنے اہلبیت نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخبار و آثار کو چھوڑ کر اپنی ناقص رایوں پر اعتماد کر لیا ہے (اس لئے گمراہی کے اندھیرے میں ٹامک ٹویاں مار رہے ہیں) کچھ لوگوں نے ایسے ضال و مضل (گمراہ اور گمراہ کرنے والے) یونانی حکماء کے مسلک کو اختیار کر لیا ہے۔ جو نہ کسی نبی کے قائل ہیں اور نہ کسی (الہامی) کتاب پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ وہ صرف اپنی فاسد عقلوں اور کاسد (کھوٹی) رایوں پر بھروسہ کرتے ہیں ان لوگوں نے ان (حکماء) کو اپنا پیشوا اور راہنما بنا لیا ہے۔ اس لئے وہ ائمہ ھدیٰ علیہم السلام کے نصوص صریحہ و صحیحہ کی محض اسلئے (بے جا) تاویلات کرتے ہیں کہ وہ بظاہر حکماء کے مسلک کے مطابق نہیں ہیں۔

حالانکہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ حکماء کے دلائل (بالفاظ مناسب) شبہات سے وہم و گمان بھی حاصل نہیں ہوتا (تا بیقین چہ رسد؟) بلکہ ان کے آراء و افکار تار عنکبوت کی طرح بودہ و کمزور

ہیں نیز یہ بھی (بچشم خود دیکھ رہے ہیں) کہ ان حکماء کے اراد و افکار اور اعتقادات و نظریات میں باہم اختلاف و تضاد پایا جاتا ہے ان میں سے کچھ مشائین ہیں (جن کا قائد اعظم ارسطو ہے) اور کچھ اشراقین ہیں (جن کا پیشوائے اعظم افلاطون ہے) شاذو نادر ہی ایک گروہ کا کوئی نظریہ دوسرے گروہ کے نظریہ سے ملتا ہے (ورنہ اختلاف ہی اختلاف نظر آتا ہے۔ جو بجائے خود ان کے بطلان کی ناقابل رد دلیل ہے) پناہ بخدا کہ لوگ اصول عقائد میں اپنے عقول ناقصہ پر بھروسہ کریں (اور اپنی پسند و ناپسند کو عقیدہ کی صحت کا معیار قرار دیں اس طرح ان کا شیرازہ بکھر جائے گا) اور جس طرح حیوانات چراگاہوں میں آزاد پھرتے ہیں اسی طرح یہ لوگ بھی آوارہ و سرگرداں ہو جائیں گے مجھے اپنی زندگی کی قسم (نمعلوم) یہ لوگ ایک بے دین و کافر یونانی حکیم پر حسن ظن رکھتے ہوئے اہلبیت عصمت وطہارت کے نصوص صریحہ و صحیحہ کی بے جا تاویل کرنے کی کس طرح جرأت و جسارت کرتے ہیں (سچ ہے۔ جنہیں ہو ڈوبنا وہ ڈوب جاتے ہے سفینوں میں) اور کچھ اہل زمانہ نے بدعتوں کو دین بنا رکھا ہے جن سے (بخیال خود) خدا کی عبادت کرتے ہیں اور "سموہ بالتصوف" انہوں نے اس کا نام تصوف رکھا ھے۔ ان لوگوں نے "رہبانیت" (دنیا اور اہل دنیا سے قطع تعلق) کو اپنی عادت و عبادت بنا رکھا ھے۔ حالانکہ پیغمبر اسلامؐ نے اسکی ممانعت فرمائی ھے۔ اور شادی بیاہ کرنے لوگوں سے تعلقات و مراسم بڑھانے جمعہ و جماعت میں حاضر ہونے اہل ایمان کی مجالس و محافل میں شرکت کرنے ایک دوسرے کو ہدایت کرنے احکام خداوندی پڑھنے اور پڑھانے بیماروں کی مزاج پرسی کرنے۔ جنازوں کی مشایعت کرنے۔ اہل ایمان کی ملاقات و زیارت کرنے ان کی حاجت برآری میں کد و کاوش کرنے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے اور حدود خداوندی جاری کرنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن انکی خود ساختہ رہبانیت ان تمام فرائض و مستحبات کے ترک کرنے کو مستلزم ہے (اگر اس کو اپنایا جائے تو ان تمام واجبات و مستحبات کو خیرباد کہنا پڑتا ہے) اس گروہ نے رہبانیت میں کچھ خود ساختہ عبادات (اور اوراد و وظائف) بھی اختراع کر رکھے ہیں منجملہ انکے ایک ذکر خفی ہے۔ یہ انکا ایک خاص عمل ہے۔ جو مخصوص ہیئت و کیفیت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسکے متعلق نہ کوئی نص وارد ہے اور نہ ہی قرآن و سنت میں اس کا کہیں کوئی نام و نشان پایا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی ہی چیز کو بلا شک و شبہ "بدعت" کہا جاتا جو کہ حرام ہے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ہر

بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا راستہ سیدھا جہنم کی طرف جاتا ہے دوسرا ذکر جلی ہے جس میں یہ لوگ اشعار گاتے "ویشھقون شہیق الحمار" اور گدھے کیطرح ہنگتے ہیں اور کفار مکہ کی طرح سیٹیاں اور تالیاں پیٹ کر خدا کی عبادت کرتے ہیں اور طرفہ تماشا یہ کہ ان کا گمان یہ ہے کہ ان دو خود ساختہ ذکروں کے سوا اللہ کی کوئی عبادت ہی نہیں ہے انکے علاوہ وہ تمام نوافل و سنن کو نظر انداز کر دیتے ہیں ہاں البتہ کوّے کے ٹھونگے مارنے کی طرح (برائے نام) صرف نماز فریضہ ادا کرتے ہیں اور (حقیقت یہ ہے کہ) اگر ان کو علماء کا خوف دامنگیر نہ ہو (کہ مبادا کفر کا فتوٰی لگادیں) تو یہ نماز فریضہ بھی ترک کر دیں پھر یہ لوگ خدا "انہم لعنہم اللہ" ان پر لعنت کرے صرف انہی (فروعی) بدعتوں پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ اصول دین میں تحریف و تغیر کرتے ہیں۔ اور وہ "یقولونا بوحدۃ الوجود" وحدۃ الوجود کا باطل عقیدہ رکھتے ہیں اس (وحدۃ الوجود) کے جو معنی اس زمانہ میں مشہور ہیں (یعنی وحدت الموجود) "والمعنی المشہور فی ھذا الزمان والمسموع من مشائخہم کفر باللہ العظیم" وہ سراسر کفر و شرک ہے نیز یہ فرقہ عقیدہ جبر اور تمام عبادات کے ساقط ہونے اور اس قسم کے دیگر عقائد باطلہ و فاسدہ کا قائل ہے "یا اخوانی و احفظو ایمانکم وادیانکم من وساوس ھولاء الشیاطین" اے برادران اسلامی ڈرو (ان سے) اور ان شیطانوں کے وسوسوں اور شبہوں سے اپنے دین و ایمان کو بچاؤ اور خیال رکھو مبادا کہیں ان کے ظاہری اور مصنوعی اخلاق و اطوار سے دھوکہ نہ کھا جاؤ جو جاہلوں کے دلوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ (اعتقادات الامامیہ اردو ترجمہ رسالہ لیلیہ صفحہ ۱۶ تا ۲۰ مترجم آیت اللہ العظمی محمد حسین نجفی مدظلہ العالی)

سرکار حجۃ الاسلام قائد ملت جعفریہ آقائے علامہ مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ
فرماتے ہیں

وہ افراد جو جامہ تصوف پہن کر زہد و بے تعلقی دنیا اور روحانی عظمت کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں وہ اسلام کی عملی راہ سے الگ اور اس کی حکیمانہ تعلیم سے نا آشنا ہیں اور صرف شیطان کے بہکانے سے خود ساختہ سہاروں پر بھروسا کر کے ضلالت کے راستے پر گامزن ہیں

چنانچہ ان کی گمراہی اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ وہ اپنے پیشواؤں کو اس سطح پر سمجھنے لگتے ہیں کہ گویا ان کی آواز خدا کی آواز اور ان کا عمل خدا کا عمل ہے۔ اور کبھی شرعی حدود و قیود سے اپنے کو آزاد سمجھتے ہوئے ہر امر قبیح کو اپنے لئے جائز قرار دے لیتے ہیں اس الحاد و بے دینی کو تصوف کے نام سے پیش کیا جاتا ہے اور اس کے غیر شرعی اصولوں کو طریقت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور یہ مسلک اختیار کرنے والے صوفی کہے جاتے ہیں سب سے پہلے ابو ہاشم کوفی و شامی نے یہ لقب اختیار کیا کہ جو اموی النسب اور جبری العقیدہ تھا اسے اس لقب سے پکارے جانے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے زہد و تقویٰ کی نمائش کے لئے صوف کا لباس پہن رکھا تھا۔ بعد میں اس لقب نے عمومیت حاصل کر لی اور اس کی وجہ تسمیہ میں مختلف توجیہات گھڑلی گئیں چنانچہ ایک توجیہ یہ ہے فا سے مراد فرد، فقرا اور فنا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ صفہ سے ماخوذ ہے اور صفہ مسجد نبوی کے قریب ایک چبوترا تھا جس پر کھجور کی شاخوں کی چھت پڑی ہوئی تھی جس میں رہنے والے اصحاب صفہ کہلاتے تھے اور غربت و بیچارگی کی وجہ سے وہیں پڑے رہتے تھے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ عرب کے ایک قبیلہ کے جد اعلیٰ کا نام صوفہ تھا اور یہ قبیلہ خانہ کعبہ اور حجاج کی خدمت کے فرائض سر انجام دیتا تھا۔ اور اسی قبیلہ کی نسبت سے یہ لوگ صوفی کہے جاتے ہیں یہ گروہ متعدد فرقوں میں بٹا ہوا ہے۔ لیکن بنیادی فرقے صرف سات ہیں

(۱) وحدتیہ

یہ فرقہ وحدۃ الوجود کا قائل ہے چنانچہ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز خدا ہے یہاں تک کہ ہر نجس و ناپاک چیز کو بھی یہ اسی منزل الوہیت پر ٹھہراتے ہیں اور اللہ کو دریا سے اور مخلوقات کو اس میں اٹھنے والی لہروں سے تشبیہہ دیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ دریا کی لہریں دریا کے علاوہ کوئی جداگانہ وجود نہیں رکھتیں بلکہ ان کا وجود بعینہ دریا کا وجود ہے جو کبھی ابھرتی ہیں اور کبھی دریا کے اندر سمٹ جاتی ہے لہذا کسی چیز کو اس کی ہستی سے الگ نہیں قرار دیا جاسکتا

(۲) اتحادیہ

اس فرقہ کا خیال یہ ہے کہ وہ اللہ سے اور اللہ اس سے متحد ہو چکا ہے یہ اللہ کو آگ سے اور اپنے کو اس لوہے سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ کہ جو آگ میں پڑا رہنے کی وجہ سے اس کی صورت وخاصیت پیدا کر چکا ہے

(۳) حلولیہ

اس کا عقیدہ یہ ہے کہ خداوند عالم عارف اور کاملوں کے اندر حلول کر جاتا ہے اور ان کا جسم اس کی فرودگاہ ہوتا ہے اس لئے وہ بظاہر بشر اور بباطن خدا ہوتے ہیں

(۴) واصلیہ

یہ فرقہ اپنے کو واصل باللہ سمجھتا ہے اور اس کا نظریہ یہ ہے کہ احکام شرع تکمیل نفس و تہذیب اخلاق کا ذریعہ ہیں اور جب نفس حق سے متصل ہو جاتا ہے تو پھر اسے تکمیل و تہذیب کی احتیاج نہیں رہتی۔ لہذا واصلین کے لئے عبادات و اعمال بیکار ہو جاتے ہیں کیوں کہ اذا حصلت الحقیقۃ بطلت الشریعۃ (جب حقیقت حاصل ہو جاتی ہے تو شریعت بیکار ہو جاتی ہے) لہذا وہ جو چاہیں کریں ان پر حرف گیری نہیں کی جاسکتی

(۵) زراقیہ

یہ فرقہ نغمہ سرود کی دھنوں اور حال وقال کی سرمستیوں کو سرمایہ عبادت سمجھتا ہے۔ اور درویشی و دریوزہ گری سے دنیا کماتا ہے۔ اور اپنے پیشواؤں کی من گھڑت کرامتیں سنا کر عوام کو مرعوب کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے

(۶) عشاقیہ

اس فرقہ کا نظریہ یہ ہے کہ المجازۃ قنطرۃ الحقیقۃ عشق مجازی عشق حقیقی کا ذریعہ ہوتا

ہے لہذا عشق الٰہی کی منزل تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ کسی ہوش سے عشق کیا جائے لیکن جس عشق کو یہ عشق الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں وہ صرف اختلال دماغی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ جس کی وجہ سے عاشق قلب و روح کی پوری توجہ کے ساتھ ایک فرد کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس تک رسائی ہی اس کی منزل ہوتی ہے۔ یہ عشق فسق و فجور کی راہ پر تو لگا سکتا ہے مگر عشق حقیقی کی منزل سے اسے کوئی لگاؤ نہیں ہوتا۔

عشق مجازچوں بہ حقیقت نظر کنی دیواست و دیوانہ بود پائے رہبری

(۷) تلقیہ

اسی فرقے کے نزدیک علوم دینیہ کا پڑھنا اور کتب علمیہ کا مطالعہ کرنا قطعاً حرام ہے۔ بلکہ جو مرتبہ علمی ستر برس تک پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا وہ ایک ساعت میں مرشد کے تصرف روحانی سے حاصل ہو جاتا ہے۔

علمائے شیعہ کے نزدیک یہ تمام فرقے گمراہ اور اسلام سے خارج ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں آئمہ اطہار کے بکثرت ارشادات موجود ہیں اور اس خطبہ میں بھی امیر المومنینؑ نے عاصم ابن زیاد کے قطع علائق دنیا کو شیطانی وسوسہ کا نتیجہ قرار دیا ہے اور اسے اس راہ پر چلنے سے بشدت منع کیا ہے (نہج البلاغہ صفحہ ۵۵۱ تا ۵۵۲)

سرکار حضرت علامہ حسین علییّن مکان اعلی اللہ مقامہ

فرماتے ہیں۔

چوتھا باطل فرقہ صوفیہ کا ہے جو کہ متعدد فرقے ہیں اور ان کی بہت سی شاخیں ہیں لیکن ان کے محققین وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سوائے خدا کے اور کوئی موجود ہی نہیں ہے۔ جو کچھ ہے وہ اسی کا مظہر ہے۔ وہ دریا اور اس کی موجوں اور مٹی اور کوزے کی مثالیں پیش کرتے ہیں۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ موج دریا بھی دریا ہی کا مظہر ہے اور کوزہ بھی مٹی کی ایک شکل ہے اسی طرح ہر موجود خداوند عالم ہی کا مظہر ہے۔ اور اسی کے وجود کی ایک صورت ہے اور انکا یہ گمان باطل ہے کہ موجد حقیقی ہم ہی ہیں۔ اس طرح کہ ہم خدا کے

سوا کسی کو موجود ہی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ ان کا یہ واہی خیال اور گمان اس کو مستلزم ہے کہ وہ ہر چیز کو خدا کہیں کیونکہ وہ واجب الوجود

(خدا) پر ممکن الوجود (مخلوق) کا حمل اتحاد وجود کے باعث جائز سمجھتے ہیں۔ اور اس تقدیر پر مصادیق واجب کی کثرت کی کوئی انتہا نہ ہو گی اور یہ توحید کیسے ہو سکتی ہے؟ جبکہ جو فرقے دو خداؤں کے قائل ہیں مثلاً ثنویہ وہ بھی کافر ہیں تو پھر ان لوگوں کی حالت انتہائی قابل افسوس ہے کہ یہ ہر چیز کو خدا جانتے ہیں۔ اور عوام کو مغالطہ دینے اور تمام مخلوقات پر حقیقت کو مشتبہ رکھنے کے لئے علماء دین کے خوف کی وجہ سے اپنے ان مضامین کفر آئین کو اپنی عبادتوں میں اشاروں کے ذریعہ ادا کرتے ہیں اور اس ذریعہ سے اپنے عیب کو پردہ پوش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور مومنین بالیقین کی گرفت کے وقت واہی اور رکیک تاویلات کا ارتکاب کرتے ہیں بلکہ اپنی شان کی بلندی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کوئی شخص ہمارے کلام کو سمجھ نہیں سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو علم باطن کا عالم قرار دیتے اور علماء دین کو علم ظاہری کا عالم کہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ علماء دین کو ہمارے بیان کی دقائق اور باریکیوں تک رسائی نہیں ہو سکتی حتیٰ کہ انتہائی بے حیائی کے باعث علماء دین کو قشریین کا نام دیتے ہیں مطلب ان کا یہ ہوتا ہے کہ علماء دین کی نگاہ صرف پوست اور چھلکے تک پہنچ سکتی ہے۔ کلام کے مغز تک نہیں پہنچ سکتی اور کہتے ہیں کہ ہمارا طور و طریق طور عقل سے جداگانہ ہے۔

لیکن برتن میں جو کچھ ہوتا ہے۔ وہی اس سے ظاہر بھی ہوتا ہے لہذا اہل بصیرت پر حقیقت مخفی نہیں رہ سکتی بلکہ ان کی ایک جماعت نے اپنے چہرے سے پردہ حیاء کو اٹھا کر ان مطالب کی تصریح کر دی ہے چنانچہ قدوۃ المحققین اسوۃ المجتہدین جناب علامہ فہامہ (غفران مآب) والد ماجد نور اللہ مرقدہ و برد اللہ مضجعہ نے کتاب ذوالفقار میں نقل فرمایا ہے۔ کہ اس مذہب والوں کے اعتقاد کا ماحصل یہ ہے کہ تمام عالم اور ساری دنیا عین ذات خدا ہے فرق صرف اعتباری ہے۔ اللہ تعالےٰ العیاذ باللہ کبھی اپنے آپ کو ابلیس کی شکل میں ظاہر کرتا ہے اور کبھی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں اور کبھی کتے اور خنزیر کی شکل میں اور کبھی انسان کی صورت میں کبھی خداوند عالم کو دریا سے تشبیہہ دیتے ہیں اور عالم دنیا کو موجوں سے اور کبھی خدا کو مٹی سے اور مخلوق کو کوزے سے اور کبھی

اللہ جل شانہ کو سیاہی سے تشبیہہ دیتے ہیں اور مخلوقات کو حروف سے اور تشریح یوں کرتے ہیں دریا عین امواج ہے اور مٹی عین کوزہ اور سیاہی عین حروف ہیں فرق صرف اعتباری ہے۔ اس طرح خدا عین مخلوقات ہے۔ اس مضمون کے انہوں نے اشعار بھی نظم کئے ہیں۔ ناچ۔ گانے۔ حال اور وجد کو کمال معرفت و عبادات سمجھتے ہیں اور ان کے بزرگوں کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہے

بامریداں آں فقیر محتشم　　　　بایزید آمد کہ نک یزداں منم

گفت مستانہ عیاں آں ذوفنون　　　　لاالہ الاانا ھا فاعبدون

کہ باحشمت فقیر بایزید اپنے مریدوں کے ساتھ آیا اور کہا کہ زبان یزداں میں ہوں اس صاحب فنون مستانے نے واضح طور پر کہا کہ میرے سوا دیگر کوئی لائق عبادت نہیں ہے لہذا آؤ میری عبادت کرو۔

صاحب کتاب فتائح میبذی کہتا ہے کہ حضرت سید شریف قدس سرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عالم علم کلام اور صوفی نے باہم مناظرہ کیا متکلم (عالم علم کلام) نے کہا کہ میں اس خدا سے بیزار ہوں کہ جو کتے اور بلی میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ صوفی نے کہا میں اس خدا سے بیزار ہوں کہ جو کتے اور بلی میں ظہور نہیں کرتا۔۔۔۔۔ نیز کتاب ذوالفقار میں اس گروہ کے لغویات کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ان واہیات کے منجملہ بایزید کے وہ کلمات ہیں جو اس نے منصور حلاج کے حق میں کہے ہیں۔ کہ تو ہی وہ ذات اور وہ پاک خدا ہے کہ جس نے بت وصورت کو ایک ہی راہ میں شکستہ کر دیا ہے اور ان کے ہی منجملہ شیخ فریدالدین عطار کے ابیات ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ خود خدا ہی پیغمبر بنا اور پیغام لایا۔ اور خود ہی پھر وہ توبہ اور استغفار کرتا ہے۔۔۔۔ (خزینہ ایمانیہ ترجمہ حدیقہ سلطانیہ صفحہ ۱۶۸تا۱۷۵)

سرکار حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے الشیخ محمد حسین النجفی ڈھکو مد ظلہ العالی

فرماتے ہیں۔

ارباب علم و اطلاع پر مخفی نہیں ہے کہ "فرقہ صوفیہ" بنی امیہ کی پیداوار ہے اور اس کا پس منظر یہ ہے کہ سلاطین بنی امیہ نے خاندان نبوتؐ سے مادی اقتدار چھیننے کے بعد دیکھا کہ پھر بھی ان کے روحانی کمالات کی وجہ سے لوگوں کے دل ان کی طرف کھنچتے ہیں اور وہ ہر خاص و عام کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں اب ان کے روحانی کمالات کو سلب کرنا تو ان کے بس کا روگ نہ تھا۔ البتہ لوگوں کی توجہ ادھر سے ہٹانے کیلئے انہوں نے یہ شاطرانہ چال چلی کہ ان کے مقابلہ میں "صوفیہ" کے نام سے ایک جماعت کی تشکیل کی جس کا طرۂ امتیاز صوف کا سادہ لباس پہننا اور بظاہر ترک لذائذ کرنا تھا۔ پھر لوگوں کی توجہ ان کی طرف مرکوز کرنے کے لئے حکومت کی سرپرستی میں ان کے مصنوعی کشف و کرامات کا پروپیگنڈا کیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ عامۃ الناس انکے دام تزویر میں گرفتار ہوگئے اس فرقہ کے عقائد باطلہ میں ایک مشہور عقیدہ فاسدہ "وحدت الوجود" ہے کہ خالق و مخلوق کا وجود ایک ہے۔ اور بعض اس سے بھی ایک قدم آگے نکل گئے انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ کائنات میں صرف ایک ہی چیز موجود ہے اور وہ ہے خدا۔ وہ ہر چیز کو خدا سمجھتے ہیں اس لئے اس گروہ کو "ہمہ اوستی" کہا جاتا ہے۔ اس فرقہ کا سب سے بڑا ترجمان محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں لکھتا ہے۔

فسبحان من اظهر الاشياء وهو عينها۔ اس سلسلہ کا ایک بڑا سرگرم رکن پیر روم کہتا ہے۔

ہر لحظہ بشکلی بت عیار بر آمد ہر دم بلباس دیگران یار بر آمد

دل بردو نہان شد گہہ پیر و جوان شد

گہہ نوح شد و کرد جہان را بدعا غرق گہہ گشت خلیل و بدل نار بر آمد

خود رفت بکشتی آتش گل ازان شد (مثنوی رومی)

نیز اسی گروہ کا ایک مشہور مبلغ شیخ شبستری گلشن راز میں یوں گل افشانی کرتا ہے۔

مسلمان گر بدانستی کہ بت چیست بدانستی کہ دین در بت پرستی است

نیز اس جماعت کی ایک مشہور فرد نے کہا ہے

تو منی من تو ام دوی بگزار این ہمہ نزد ماہویت اوست

نیز کہتا ہے

وجود ایں و آں نقش خیال است　　حقیقت جز و جود کبریا نیست
اگر گوئی ہمہ حق است حق است　　و گر خلقش ہمہ گوئی خطا نیست

اسی نظریہ نے منصور (حلاج) سے یہ کہلوایا "لیس فی جنبی سوی اللہ" نیز اس گروہ کا دوسرا باطل عقیدہ یہ ہے کہ "العبادۃ قنطرۃ المعرفۃ" کہ عبادت معرفت کا پل ہے۔ لہذا جب ایک عارف باللہ واصل باللہ ہو جائے اور کہہ سکے من تو شدم تو من شدی تو پھر اس سے تمام عبادات ساقط ہو جاتی ہیں اسی بناء پر آئمہ اہلبیت فرماتے ہیں "الصوفیۃ کلھم من اعدائنا و طریقتھم مبائنۃ لطریقتنا" تمام صوفی ہمارے دشمن ہیں اور ان کا طریقہ ہمارے طریقے کے مخالف ہے (حدیقۃ الشیعہ) فاحفظ ھذا فانہ بالحفظ جدید (اعتقادات الامامیہ حاشیہ صفحہ ۱۷ تا ۱۸ طبع اول)

حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے السیّد شہاب الدین مرعشی النجفی مدظلہ العالی

صوفیوں کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں و عندی ان مصیبۃ الصوفیۃ علی الاسلام من اعظم المصائب۔۔۔۔۔۔ یعنی میرے نزدیک اسلام پر جو مصیبتیں آئیں ہیں ان میں سب سے بڑی مصیبت تصوف ہے جس کے ذریعہ اسلام کے ارکان کو منہدم کیا گیا اور اسلام کی بنیاد میں رخنہ اندازی کی گئی اور یہ (تصوف) مجھ پر بہت زیادہ تحقیق اور صوفیاء کے مضرات میں سرگردانی کے بعد ظاہر ہوئی ہے۔ اور حقیقتاً جب میں ان کے برے مطالب پر مطلع ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ ہمارے دین مبین میں نصاریٰ کی رہبانیت سے آئی ہے جس کو عامہ (اہل سنت) کے لوگوں نے اسلام میں داخل کیا ہے۔ جن میں حسن بصری۔ شبلی۔ معروف و طاؤس و زہری اور جنید بغدادی وغیرھم ہیں پھر ان لوگوں سے یہ اہل تشیع میں داخل ہو گی حتیٰ کہ ان کا معاملہ ترقی پکڑتا گیا اور انہوں نے قرآنی نصوص اور سنت کی تاویل کی اور عقلی احکام کی مخالفت کی "التزموا بوحدۃ الوجود بل الموجود" اور انہوں نے وحدۃ الوجود سے بڑھ کر وحدۃ الموجود کا نظریہ قائم کیا اور عبادت میں تحدید اور کفر اور باطل کے ساتھ ملے

ہونے وردوں پر اوامر کا نظریہ رکھتے ہیں۔ اور ان کے روسا نے ان اشیاء کو لازم پکڑا اور ان کا نام ذکر خفی قلبی رکھا۔۔۔۔۔ اور میں نے ان میں سے بعض لوگوں کو دیکھا جو آئمہ علیہم السلام کی فضلیت کا دعوی کرتے ہوئے اپنے مسلک کی ترویج کا حصہ بناتے ہیں۔ جیسا کہ وہ لوگ آئمہ علیہم السلام کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "لنا مع اللہ حالات فیھا ھو نحن و نحن ھو" کہ اللہ تعالے کے ساتھ ہماری کیفیات کچھ ایسی ہیں کہ وہ ہم ہے اور ہم وہ ہیں یعنی کبھی اللہ تعالے ہمارا وجود دھار لیتا ہے اور ہم اللہ کی طرح ہو جاتے ہیں حالانکہ بندہ مسکین نے اس قسم کی چیزیں علم و تحقیق اور قاعدہ و کلیہ کے تحت نہیں پائی۔۔۔۔۔ پس انہوں نے تصوف کے فلسفہ کو تاویلات و خرافات کشف خیالی اور الہام اوہام کی بنیاد پر وسعت دینے کی کوشش کی تو انہوں نے بہت بڑی بڑی کثیر کتابیں لکھیں جیسے کتاب التعرف، الدلالۃ، فصوص الحکم اور اسکی شروح۔۔۔۔۔ جن کتابوں کا کوئی مفہوم ہی نہیں ہے اور جھوٹی حکایات و قصوں پر مبنی ہیں۔ اور ان میں کوئی ایسا مرکزی نقطہ نہیں ہے کہ پڑھنے والا یا سننے والا اس سے کسی معنی کا تصور کر سکے۔ بلکہ انہوں نے یہ بات کہہ کر کہ یہ ہر قوم کے لئے کچھ مخصوص اصطلاحات ہوتی ہیں۔ جن کو سوائے اہل ذوق کے کوئی نہیں سمجھ سکتا مگر وہ شخص جو ان کے ہم پیالہ و ہم نوالہ ہو۔ اور ان کی روحوں سے روحانی غذا اور سکر حاصل کرنے اور انہوں نے جھوٹے موضوعات اور گھٹیا باتیں گھڑ کر عوام کو غافل کر دیا ہے۔ جیسے ان کا قول "الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق" کہ اللہ تعالے کی طرف راستے مخلوقات کے نفسوں کی تعداد کے برابر ہیں۔ اور ان میں سے ہر فرقے کو اس طرح سے بنا دیا گیا ہے۔ تاکہ وہ اپنے غیر سے تمیز حاصل کرے ان علامتوں اور تبرکات کے ساتھ جیسے مجھوں میں مونچھیں بڑھانے اور داڑھی منڈوانے کے ساتھ اور مختلف ذکر کی محفلوں میں جمع ہونے کے ساتھ وہ اپنی تمیز کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور میں کلام کے طول پکڑ جانے کی وجہ سے قارئین سے معذرت خواہ ہوں یہ ایک شقشقہ تھا کہ جس کے ساتھ دکھ اور درد جاری ہو جاتے ہیں "عصمنا اللہ وایاکم من تسویلات نسجۃ العرفان وحیلۃ الفلسفۃ والتصوف وجعلنا وایاکم اناخ المطیۃ بابواب اھل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولم یعرف سواھم آمین آمین۔ اللہ تعالے آپ کو اور ہمیں عرفان کی خرافات اور فلسفہ و تصوف کی حکایات سے محفوظ فرمائے اور خداوند تعالے توفیقات

عنایت فرمائے کہ ہم اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازہ پر گھٹنے ٹیکیں اور ان کے علاوہ کسی سے معرفت حاصل نہ کریں آمین آمین (احقاق الحق جلدا حاشیہ صفحہ ۱۸۳ تا۱۸۵)

سرکار حضرت آیت اللہ العظمی آقائے علامہ حلی اعلی اللہ مقامہ

صوفیوں کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں وخالفت الصوفیتہ من الجمہور فی ذلک و جوزوا علیہ الحلول فی ابدان العارفین۔ تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً فانظر الی ھؤلا المشائخ الذین یتبرکون بمشاھد یھم (بمشاھد تہم خ ل) کیف اعتقادھم فی ربھم و تجویزھم علیہ تارۃ الحلول و اخری الاتحاد و عبادتہم الرقص والتصفیق والغناء۔۔۔۔۔یعنی حلول واتحاد کے مسئلہ میں جمہور مسلمین کی مخالفت کرنے والے صوفیہ ہیں جو کہ عارفین کے بدنوں میں اللہ تعالیٰ کے حلول کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالے کی ذات پاک ہے اور وہ اس سے بہت بلند و برتر ہے۔ وہ نہ کسی میں حلول کر سکتا ہے اور نہ کسی چیز کے ساتھ متحد ہو سکتا ہے۔ ذرا ان مشائخ کی طرف دیکھیے کہ جن کی زیارت کے ذریعہ لوگ تبرک حاصل کرتے ہیں کہ پروردگار عالم کے متعلق ان کے کیسے کیسے اعتقادات ہیں کہ کبھی اس کے لئے حلول جائز قرار دیتے ہیں اور کبھی اتحاد کو اس کے لئے صحیح قرار دیتے ہیں۔ عبادت ان کی ناچ گانا اور تالیاں بجانا ہے اور ان کا یہ حال وجد اور "حال" کی محفلوں میں ساری مخلوقات پر واضح اور ظاہر ہے۔ یہی تو وہ امور ہیں جن پر اللہ تعالے نے زمانہ کفر و جاہلیت کے کفار کی مذمت کی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالے ہے۔ وما کان صلوتہم عند البیت الامکاء و تصدیتہ (س الانفال آیت۳۵) کہ ان کفار کی بیت اللہ کے پاس عبادت سوائے تالیاں پیٹنے اور سیٹیاں بجانے کے کچھ اور نہ تھی۔

اس سے بڑھ کر کوئی حماقت اور تغافل نہیں ہو سکتا کہ ایسے لوگوں کو متبرک سمجھ کر ان سے تبرک حاصل کیا جائے جو ایسے طریقہ سے عبادت کرتے ہیں جس عبادت پر اللہ تعالے نے کفار کی مذمت کی ہو "فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (س الحج آیت۴۶) کہ ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں لیکن دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں

میں ہوتے ہیں۔ "ولقد شاهدت جماعة من الصوفیہ" ----- میں نے صوفیہ کی ایک جماعت کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ اقدس کے پاس دیکھا تھا جنھوں نے ایک شخص کے علاوہ نماز مغرب پڑھی مگر وہ شخص بغیر نماز بجالانے کے یونہی بیٹھا تھا۔ ایک گھڑی بھر کے بعد وہ نماز عشاء بجالائے لیکن وہ شخص نماز عشاء بھی نہ بجالایا۔ میں نے ان میں سے بعض سے پوچھا کہ اس شخص نے نماز کیوں نہیں پڑھی تو انہوں نے کہا اس کو نماز کی کیا حاجت و ضرورت ہے حالانکہ خدا تک پہنچ چکا ہے اور جب واصل باللہ ہو چکا ہے تو پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ اپنے اور اللہ تعالٰی کے درمیان حجاب (پردہ) قائم کرے "الصلوٰۃ حاجب بین العبد و الرب" نماز تو بندہ اور خدا تعالٰی کے درمیان ایک حجاب ہے۔ فانظر ایھا العاقل الی ھولاء و عقادھم فی اللہ تعالٰی کما تقدم----- صاحبان عقل ان لوگوں اور ان کے اعتقادات دربارۂ خدا تعالٰی اور ان کی عبادت اور ترک نماز کے متعلق ان کے تراشے ہوئے عذر کے متعلق ذرا غور فرمائیں باوجود ان کی اس حالت کے یہ جہال ان کو اہل کمال سے قرار دیتے ہیں اور ان کو ابدال کے منجملہ سمجھتے ہیں (احقاق الحق جلد ۱ صفحہ ۱۸۳، ۱۸۶ طبع جدید قم و صفحہ ۲۹، ۳۰ طبع قدیم و خزینہ ایمانیہ صفحہ ۳۶۹ تا ۳۷۳)

علماء مجتہدین قم کا متفقہ فیصلہ (چنانچہ ہیئت تحریریہ (علماء قم)
صوفیوں کا رد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

تصوف یک وسیلۂ استعماری

دربارۂ اینکہ چرا اجانب و بیگانگان اقلیتھا و فرقہ ہای مذھبی از جملہ سلسلہ تصوف را تائید و تقویت می کنند باید گفت استعمار گراں ازاین راہ می توانند از تمرکز قوای معنوی ملتھا جلوگیری کنند و نیز از تشکیل نیروہای عظیم و ناراحت کنندہ کہ مقاومت در برابر آن کان بسیار دشوار ست ممانعت نمایند----- یعنی تصوف ایک وسیلہ استعماری ہے۔ استعمار یہ چاہتا ہے کہ مرکز اسلام کی معنویت اور روحانیت کو اس قدر تاراج کر دیا جائے کہ اس میں قوت مدافعت ختم ہو کر رہ جائے اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک فرقہ صوفیہ کی بنیاد رکھی

تاکہ مسلمانوں کی مرکزی حثیت ختم ہو جائے۔ ان صوفیوں نے مطالب ہائے اسلام کی بڑے بھیانک انداز میں تشریح کی اور ایسے اشعار کہے جو ان کی خواہش نفسانی کی ترجمانی کرتے تھے۔ اور ان کا قول "ھر چہ پیش آید خوش آید" ان طریقوں سے انہوں نے ملت اور مملکت اسلامی کی ترقی کی راہوں کو پامال کر دیا کیونکہ اس سے جمود ملت لازم آتا ہے۔ اس وجہ سے تصوف استعماریوں کی استعمار گری کا ذریعہ بن گیا اور اسی وجہ سے ان لوگوں نے اپنے مقاصد کو تقویت پہنچانے کے لئے ہر قسم کا کردار ادا کیا تو اس طریقہ سے صوفیوں کے اندر دو فرقے وجود میں آئے۔

(۱) صوفیان:- کہ جنہوں نے لوگوں کے اندر مذھب کے بارے میں مخصوص انداز کو اپنایا اور صوفی کے نام سے مشہور ہوئے۔

(۲) خانقاہ:- دوسری قسم اہل خانقاہ کی تھی۔ کہ انہوں نے تمام ادیان اور مذاہب سے اپنے مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی اور آسانیاں حاصل کرنے کے لئے انہوں نے ایک قاعدہ کلیہ تیار کیا جسے صلح کلی کے نام سے مشہور کیا۔ اور تمام امور میں اسقدر افراط پیدا کر دیا کہ فقط ایک ہی ایسا مقصد ہے جس کو پا کر انسان کامیاب ہو سکتا ہے۔ وہ فقط تصوف ہے۔ اور وہ لوگ شراب پی کر یہ کہتے ہیں کہ ہم درویش ہیں اور انسان کا دل پاکیزہ ہونا چاہیے اور دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم علیؑ کے خاکسار بندے ہیں اور ہر قسم کا گناہ اور فعل حرام کرتے ہیں۔ اور اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے ان افعال ناقبیح کے کرنے اور دین سے مکمل منحرف ہونے کے باوجود اپنے آپ کو صوفی کہتے ہیں۔ تاکہ کسی کو اپنے اوپر اعتراض کا موقع نہ دیں (چونکہ ان کے نزدیک صوفی صاف گو کو کہتے ہیں) حالانکہ جب سے اسلام کا سورج طلوع ہوا ہے مسلمانوں میں مرجعیت کا مرکز قرآن اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہے ہیں اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ قرآن اور سنت نبویؐ سے احکام کو حاصل کریں۔ اور جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا ابداً۔ کہ اے مسلمانوں میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں اگر تمہاری بازگشت ان کی طرف ہوگی اور تمہارا مرکز پناہ قرآن و اہلبیتؑ ہوں گے تو تم کبھی بھی گمراہ نہیں ہوں گے۔ ۲۶۰ ہجری تک جبکہ معصوم آئمہ علیہم السلام لوگوں کے درمیان موجود رہے اور لوگوں کے لئے پناہ و

رجعیت کا مرکز قرآن اور آئمہ اہلبیتؑ رہے جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اس دنیا سے رحلت فرما گئے تو تقریباً ۷۰ سال تک امام زمانہؑ کے نائبین خاص سے استفادہ کیا اور جب سے غیبت کبریٰ شروع ہوئی تو امام زمانہ علیہ السلام لوگوں کے لئے احکام دین اور مشکلات اسلامی کے حل کا طریقہ بتلا گئے کہ تم عادل اور پرہیزگار علماء و مجتہدین کو اپنا حاکم و رہبر مانو اور امام زمانہؑ کی وہ مشہور حدیث کہ میرے بعد تمام احکامات دینیہ میں تمہاری رجعیت اور پناہ کا مرکز وہ علماء و مجتہدین ہیں جو ہماری احادیث و اخبار کے راوی ہیں اور وہ لوگ جو یہ چاہتے ہیں۔ کہ وہ پیغمبر اور آئمہ علیہم السلام اور قرآن مجید کے اطاعت گزار ہوں تو ان پر لازم ہے کہ وہ عقائد کو برہان و دلائل کے ذریعے جو عقل و فطرت پر مبنی ہو حاصل کریں۔ اور فروعات دین میں علماء و مجتہدین اور مراجع تقلید کی طرف رجوع کریں۔ جو احکام اسلام میں مخلص ہوں اور جنہوں نے ساری عمر قرآن اور حدیث شناسی پر صرف کی ہو اور نیز یہ بھی لازم ہے کہ ہم ان لوگوں کو بھی پہچانیں جو پیر و مرشد اور شیخ و قطب کی پیروی کرتے ہیں جو ذرہ برابر بھی اسلام سے شناسائی نہیں رکھتے اور فقط اپنے آپ کو دانشمند پرہیزگار مجتہدین سمجھتے ہیں۔ اور اسلام کی اصل سے بھی واقفیت نہیں رکھتے۔ یعنی توحید باری تعالےٰ سے بھی آگاہ نہیں (بیست پانچ صفحہ ۱۵۹ تا ۱۶۳ طبع موسسہ در راہ حق قم المقدس) بقیہ وہ علماء کرام جنہوں نے صوفیوں کے خلاف قلم اٹھایا بوجہ خوف طوالت صرف نشاندہی پر ہی اکتفا کیا جا رہا ہے۔ شائقین حضرات ان کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

آیت اللہ العظمیٰ آقائے حسین بروجردی اعلی اللہ مقامہ اعتقادات دین اسلام صفحہ ۴،۷، ۴۸ طبع ایران

جناب آیت اللہ آقائے الشیخ علی نمازی شاہرودی کتاب تاریخ فلسفہ و تصوف طبع تہران

جناب حجۃ الاسلام آقائے جواد تہرانی کتاب عارف و صوفی چہ میگویند طبع تہران

جناب آیت اللہ العظمیٰ آقائے ملا محسن فیض کاشانی اعلی اللہ مقامہ رسالہ الانصاف طبع ایران

جناب حجۃ الاسلام آقائے سید باقر نجفی یزدی مدظلہ کتاب اعتقادات دین اسلام صفحہ ۴۱ تا ۷۸ طبع ایران

جناب شیخ الطائفۃ الحقہ آقائے محمد بن الحسن الطوسی اعلی اللہ مقامہ کتاب الغیبہ

جناب آقائے ابو عبد اللہ محمد بن جمال الدین المکی المعروف شہید اول اعلی اللہ مقامہ کتاب

الدروس

جناب آقائے زین الدین ابن علی بن احمد بن محمد بن علی العاملی المعروف شہید ثانی اعلی اللہ مقامہ شرح رسالہ فی علم درایتہ الحدیث

جناب آقائے القاضی السید نور اللہ شوستری المعروف شہید ثالث اعلی اللہ مقامہ احقاق الحق صفحہ ۱۹۰ تا ۲۰۲ طبع جدید

جناب آقائے محمد تقی بن مقصود علی المعروف مجلسی اول والد گرامی علامہ مجلسی کتاب شرح من لا یحضر الفقیہ

جناب آقائے الشیخ علی المعاصر سبط شہید ثانی رسالہ فی تحریم الغنا

جناب آقائے الشیخ نصیر الدین الطوسی اعلی اللہ مقامہ کتاب ایجاز المطالب فی البراز المذہب

جناب آقائے الشیخ علی ابن الشیخ محمد ابن الشیخ حسن ابن الشیخ زین الدین الشہید ثانی صوفیوں کی رد میں مستقل کتاب بنام السہام المارقتہ من اغراض الزنادقتہ۔

جناب آقائے مرتضیٰ ابن الداعی الحسن الرازی اعلی اللہ مقامہ کتاب تبصرۃ العوام۔ الفصول التامتہ فی ھدایتہ العامہ

جناب آقائے محدث محمد بن الحسن بن علی بن محمد الحر العاملی اعلی اللہ مقامہ صاحب وسائل الشیعہ۔ کتاب اثنا عشریہ۔

جناب محدث آقائے حسین نوری اعلی اللہ مقامہ

مستدرک الوسائل ۳ صفحہ ۳۲۲ طبع ایران

جناب آیت اللہ العظمیٰ المیرزا مہدی الاصفہانی اعلی اللہ مقامہ کتاب ابواب الھدیٰ طبع ایران

جناب آقائے آیت اللہ الحاج الشیخ اسماعیل خوئینی مدظلہ کتاب منطق ما یا آفات شناخت صفحہ ۸۸ تا ۹۷ طبع قم

جناب آقائے الامام الشیخ محمد الحسن المظفر اعلی اللہ مقامہ کتاب دلائل الصدق جلد ا صفحہ ۲۴۲ تا ۲۵۴ طبع جدید ایران

جناب علامہ فقید آیت اللہ الحاج سید علی بہبانی اعلی اللہ مقامہ کتاب مباحث در معارف اسلامی صفحہ ۲۰۶ تا ۲۱۴

جناب حجتہ الاسلام والمسلمین حاج سید یوسف فاضل مدظلہ کتاب الفاضلیہ در رد عقائد و ادیان

جلد۱ صفحہ ۴۱۴ تا ۴۲۹

جناب حجۃ السلام آقائے السید محمد مہدی مرتضوی لنگرودی کتاب گفتگوی عالم و صوفی طبع قم

جناب آیت اللہ العظمیٰ حاج سید محمد ہادی حسینی میلانی قدس سرہ کتاب صد و دہ پرسش صفحہ ۳۰۳

جناب العلامۃ المحقق محدث حبیب اللہ الخوئی اعلی اللہ مقامہ کتاب منہاج البراعۃ ج ۱۳ صفحہ ۱۳۲ تا ۴۱۷ طبع جدید

جناب آقائے السید اسماعیل طبرسی نوری اعلی اللہ مقامہ کتاب کفایۃ الموحدین ج ۱ صفحہ ۳۵۷ طبع جدید

جناب سرکار علامہ السید ابو القاسم الحائری القمی والد بزرگوار علامہ الحائری کتاب معارف الملتہ الناجیہ والناریہ صفحہ ۳۸ تا ۴۸

جناب آقائے صابر نظامی صاحب علماء اہلسنت کتاب اسلام اور تصوف

جناب آقائے ابن جوزی کتاب تلبیس ابلیس صفحہ ۲۱۰ تا ۴۱۲۔

جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی کتاب اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش

جناب الحاج ایم اے جے آغا خان کتاب اسلام میں تصوف نہیں

جناب الشیخ عبد الرحمٰن عبد الخالق کتاب افکار صوفیاء کتاب و سنت کی روشنی میں ترجمہ محمد صادق خلیل

جناب احسان الٰہی ظہیر کتاب التصوّف طبع بیروت

جناب حجۃ الاسلام آقائے علامہ میرزا قمی اعلی اللہ مقامہ کتاب جامع الشتات

جناب آیت اللہ العظمیٰ آقائے ناصر مکارم الشیرازی مدظلہ العالی کتاب جلوہ حق طبع قم

جناب آیت اللہ آقائے السید حسن ابطحی مدظلہ کتاب پاسخ ما بمشکلات جوانان جلد ۲ صفحہ ۳۶ تا ۵۲ چاپ طوس

الاحقر

نعمت علی سدھو

۱۳-۵-۹۰

جناب مستطاب استاذ العلماء سرکار حضرت علامہ السید گلاب علی شاہ النقوی مدظلہ العالی پرنسپل مدرسہ مخزن العلوم الجعفریہ ملتان

بسمہ سبحانہ ولہ الحمد۔ کتابچہ بدا "تحفہ صوفیہ" بندہ کو مولانا نعمت علی صاحب مدحو نے بغرض تقریظ عنایت کیا۔ ناچیز نے ایک طائرانہ نظر اس کا ملاحظہ کیا جس کے باعث میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مولانا موصوف قابل مبارکباد اور لائق صد ستائش ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک تو بزرگوار قوم صرف کر کے وہ کتابیں مہیا کرنے کی زحمت گوارا کی جن میں ملعون فرقہ صوفیہ کے تذکرے موجود تھے پھر ان کتابوں کو پڑھا اور ان ملاعین کے تذکروں کے مفصل حوالہ جات ثبت کر کے آنے والی نسل کیلئے سہولت اور آسانی پیدا کر دی اور اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا موصوف کو ان کتابوں کے مطالعہ کا بکثرت شرف حاصل ہے۔ پھر پاکستان، ہندوستان وغیرہ میں جاہل لوگ ان ملاعین کو بڑی باعظمت ہستیاں سمجھتے ہیں جہلاء ان کو بڑے پیر یعنی پیروں کے پیر مانتے ہیں اور ان کے مریدوں کے حلقہ کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔ ان میں سے کئی ایک کے نام پر دربار قائم ہیں مجاور بیٹھے ہیں طرح طرح کے مکر و فریب سے لوگوں کی جیبیں خالی کرتے رہتے ہیں لہذا ضرورت تھی کہ اس خبیث ٹولہ صوفیہ کے کفر و الحاد کو ظاہر اور آشکار کیا جائے تاکہ عوام الناس ان کے مکر و فریب کی اذیت سے محفوظ رہ سکیں۔ خوش قسمت ہیں مولانا نعمت علی صاحب مدحو یہ شرف ان کو نصیب ہوا۔ "ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔"

مولانا مدحو صاحب نے اپنی کتاب کا ہیڈنگ یعنی نام رکھا ہے "تحفہ صوفیہ معروف بہ فرق بین الشیعہ والصوفیہ" اس پورے کتابچہ کو پڑھ جانے سے اگرچہ بڑی حد تک یہ تو معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں فلاں ملاعین صوفیہ تھے خواہ وہ ہمہ اوست کا عقیدہ رکھتے تھے۔

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

یا وہ سالک اور واصل کا نظریہ اپناتے تھے کیونکہ کتابچہ بدا کے ضمن میں صوفیہ کی ان تمام اقسام کا ذکر موجود ہے جس سے پتہ چل جاتا ہے کہ جس کا عقیدہ ہمہ اوست والا ہو وہ بھی صوفی ہے اور جس کا نظریہ سالک اور واصل والا ہو وہ بھی صوفی ہے لیکن ساری کتاب میں کہیں بھی یہ تذکرہ موجود نہیں ہے کہ جس شخص کا عقیدہ یہ ہو وہ شیعہ ہوتا ہے تاکہ معروف بہ فرق بین الشیعہ والصوفیہ کا مفہوم صادق آجاتا مثلاً اگر یوں ہی لکھ دیا جاتا کہ شیعہ وہ ہوتا ہے جو اصول خمسہ یعنی توحید، عدل، نبوت، امامت اور قیامت کا عقیدہ رکھتا ہو۔ یا یوں لکھا جاتا کہ شیعہ وہ ہوتا

ہے جو چہاردہ معصومین اور تمام انبیاءؑ کی عصمت کا عقیدہ رکھتا ہو اور ائمہ اثنا عشریہ کی امامت کو برحق جانتا ہو اور علی علیہ السلام کو رسول کا خلیفہ بلا فصل تسلیم کرتا ہو۔ (اب اس سا کس کو
والسلام علی من اتبع الہدیٰ   احقر الوریٰ السید محبوب علی شاہ عفی عنہ (۲۹/۱۰/۹۱)

جناب مستطاب سرکار حضرت علامہ السید حکیم مفتی عنایت علی شاہ النقوی مدظلہ العالی امام الجمعہ شاہ گردیز بانی علی یونیورسٹی ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کتاب تحفہ صوفیہ کو جگہ جگہ سے پڑھا ماشاء اللہ مولف نے خوب محنت اور سمجھ سے کام لے کر صوفیت کی حقیقت پر روشنی ڈالی ہے۔ صوفیت کے عقائد باطلہ کی اصل اور بنیاد ہندوستان کا سادھوازم اور فلسفہ یونان کے عقائد باطلہ ہیں۔ اور اہلبیت اطہارؑ نے اپنے اپنے فرامین میں صوفیت کی سخت مذمت فرمائی ہے اور علماء اسلاف نے اپنی تحریر و تقریر سے ثابت کیا ہے کہ صوفیت کو دشمنان اہلبیتؑ نے اپنایا اور دین اسلام میں عقائد باطلہ کو داخل کر کے عین اسلام اس کو ثابت کرنے کی کوشش ہے۔

اس دور میں بعض افراد نے دیگر ممالک سے صوفیت کو پاکستان میں درآمد کر کے اس کی تبلیغ بڑی ترکیب سے شروع کر دی ہے۔ جس کو بروقت فاضل نوجوان عزیز محترم مولانا نعمت علی صاحب مدعو نے بھانپ لیا اور بروقت کمر ہمت باندھ کر بلاخوف لومۃ لائم نوک قلم سے صوفیت کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے مجھے امید واثق ہے جویائے حق اور پرستار حقیقت عقائد اسلامیہ کے واسطے مولانا کی یہ کاوش صحیح اور عظیم رہنما ثابت ہو گی میری دعا ہے اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

وانا العبد المذنب المسی۔   سید عنایت علی النقوی غفر اللہ لہ ۹۱-۱۰-۲۶

جناب مستطاب استاذ العلماء حضرت علامہ غلام حسن نجفی جارم مدظلہ العالی پرنسپل مدرسہ باب النجف جاڑا ڈیرہ اسماعیل خاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی محمد و آلہ الطاہرین

رسالہ تحفہ صوفیہ نظر سے گزرا۔ مولانا نعمت علی ایاصل قم نے اس رسالہ میں عقائد اور نظریات صوفیا کو بیان کیا۔ مولانا موصوف نے ان کے ہر عقیدہ کو حوالہ کے ساتھ پیش کیا۔ ساتھ ہی علماء شیعہ کی تردید کو مع دلیل ذکر کیا۔ اس میں شک نہیں کہ فرقہ صوفیہ نے قسم قسم کے عقائد اور عملیات کو اختراع کیا جس کا ثبوت نہ قرآن مجید میں ہے اور نہ احادیث میں۔

انھوں نے اپنے من گھڑت اور خود ساختہ عقائد کو ثابت کرنے کیلئے قرآن اور حدیث میں تحریف کی۔ آیات قرآنی کی عجیب و غریب تاویلیں کیں جن کا ثبوت عقل اور نقل دونوں کے نزدیک بعید ہے۔ اس فرقہ کا مذہب شیعہ سے کوئی تعلق نہیں ہر دور میں علماء شیعہ نے اس فرقہ کی تردید کی ہے۔

خود ائمہ طاہرینؑ نے ان سے برائت کا حکم فرمایا۔ اور ان کے مشرکانہ عقائد کی نفی فرمائی۔ اتحاد۔ حلول یا وحدت وجود کا عقیدہ دین اسلام کے خلاف ہے۔ جس کی کوئی کلمہ گو مسلمان تائید نہیں کر سکتا۔ اکثر ان میں دین کے لبادہ میں دین فروش ہوتے ہیں۔ خداوند کریم تمام مومنین کو ان کے فاسد عقائد سے بچنے کی توفیق عنایت فرمائے اور نعمت علی کی مساعی جمیلہ کو مشکور فرمائے اور مزید ان کو خدمت دین کی ہمت عطا فرمائے۔

احقر غلام حسن نجفی ۶/۱۲/۹۱

جناب مستطاب حجتہ الاسلام حضرت علامہ السید حافظ محمد سبطین نقوی مدظلہ العالی

مرکزی صدر وفاق علماء شیعہ پاکستان و پرنسپل ممتاز المدارس وزیر آباد

بسمہ تعالیٰ تحفہ صوفیہ مولفہ جناب فاضل مجاہد مولانا نعمت علی صاحب مدعو نظر سے گذرا موصوف قابل داد ہیں۔ اس دور میں کسی فتنہ کا مقابلہ کرنا انتہائی دشوار بلکہ اکثر اخلاص مصلحتوں کی نذر ہو جاتا ہے مگر آپ نے تمام تر مصلحتوں سے بے نیاز ہو کر اس سلسلہ میں تحقیق شروع کی اور علمائے اعلام کے نظریات اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے اقوال سے اس ملحد و مفسد نظریہ کی قلعی کھولی وہ فرقہ کہ جس کا تشیع سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور جسے بدبختی سے عرفان کا لبادہ پہنایا گیا جب کہ ہمیں مقام عرفان میں کلام عصمت کے علاوہ کسی طرف رجوع کرنے کی احتیاج ہی نہیں۔ کلام الہیٰ کے بعد نہج البلاغہ اور صحیفہ سجادیہ ہی ہمارے لئے مینار عرفان ہیں دوسرا راہ وہ اختیار کرے جسے اپنے اسلاف سے کچھ حاصل نہ ہوا ہو درحقیقت تصوف صاحبان حقیقت و عصمت کے مقابلہ میں ایک غیر مشروع راہ ہے جس کی نہ شریعت اجازت دیتی ہے۔ اور نہ ہی عقل سلیم۔

کہیں تناسخ کہیں حلول کہیں وحدت الوجود کہیں عشق حقیقی اور مجازی کی غلط اصطلاحیں بیہودہ تشبیہیں اور نامناسب استعارے گویا ایک عقل و خرد سے دور بعید از شرافت نظریات کا حامل گروہ ہے۔ خدا اس کے شر سے مومنین کو محفوظ فرمائے قبل ازیں اس کے جراثیم قلوب مومنین کو ملوث کریں اس کی حقیقت سے باخبر کرنا اہل علم کے فرائض میں سے تھا جس کی ابتدا مولف مذکور نے کر دی خدا انہیں جزائے خیر دے۔

الاحقر سید محمد سبطین نقوی ۲۶/۳/۹۲

جناب مستطاب وکیل آل محمد حجۃ الاسلام مولانا علامہ غلام حسین نجفی

مدظلہ العالی (فاضل عراق) مدرس جامعۃ المنتظر لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب تحفۂ صوفیہ کو میں نے بغور پڑھا ہے۔ اس کتاب میں مولانا نعمت علی صاحب سدھو نے حدود و انصاف میں رہ کر ٹھوس دلائل سے مسلک صوفیہ کی دھجیاں اڑا دی ہیں اور صوفیا کو جو گرگٹ کی طرح کئی رنگ بدلتے ہیں خوب بے نقاب کیا ہے صوفیا کبھی عرفاء اور کبھی عاشقان خدا کے لبادے اوڑھ کر خلق خدا کو گمراہ کرتے ہیں۔ علامۃ الکلام شیعہ مذہب کی مایہ ناز کتاب نزہۃ اثنا عشریہ در جواب تحفۂ اثنا عشریہ ج ۹ ص ۵ مترجم پر مرزا محمد کامل الملقب شہید رابع رحمۃ اللہ علیہ نے فرقۂ صوفیہ کی خوب مذمت فرمائی ہے اور ان کے تمام فرقوں کا تعارف کروایا ہے فرقۂ صوفیہ سے شیعہ مذہب کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور یہ لوگ جو بھی اپنا نام رکھیں چونکہ ہمارے امامؑ کا فرمان ہے الصوفیۃ کلہم من اعدائنا کہ تمام صوفیہ ہمارے دشمن ہیں۔ اور جن کو امام علی نقی علیہ السلام اپنا دشمن سمجھیں ان پر تمام شیعیان علیؑ لعنت فرماتے ہیں۔

آخر میں میں مومنین کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور فرماویں تاکہ ان کو شیعہ اور صوفیہ میں فرق معلوم ہو۔ اور میری یہ بھی دعا ہے کہ خدا مصنف کی محنت قبول فرماوے آمین (والسلام) دعاگو غلام حسین نجفی (۱۳/۱۰/۹۱)